جامعہ کراچی کے شعبۂ علوم اسلامی اور
شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں شامل

قرآن

سائنس

اور

امام احمد رضا

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

بی ایس [آنرز] جیولوجی، ایم سی (جیولوجی)

ایم اے اسلامیات، پی ایچ ڈی (قرآنیات)

(جامعہ کراچی کے شعبۂ علوم اسلامی اور شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں شامل)

قرآن، سائنس
اور
امام احمد رضا

مصنّف

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

بی ایس [آنرز] جیولوجی، ایم سی (جیولوجی)

ایم اے اسلامیات، پی ایچ ڈی (قرآنیات)

ترتیب نو وتدوین جدید

پروفیسر **محمد آصف خان** علیمی قادری

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبۂ علیمیہ کراچی)

مکتبۂ علیمیہ کراچی

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ابن شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م 1989ء) شہر کراچی میں 3 اپریل 1955ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا حضرت مولانا محمد عبد الوکیل قادری رضوی کانپوری علیہ الرحمہ (م 1961ء)، امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے براہ راست بیعت تھے۔ پروفیسر صاحب کا بچپن 1955ء تا 1961ء اپنے نانا حضور کی سرپرستی میں گزرا جس کے اثرات ان کی شخصیت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے جوانی کے ابتدائی سال اپنے والد کے ہمراہ حجاز میں گزارے۔ 1964ء تا 1968ء کے دوران کئی مرتبہ حرمین شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ جب کہ پہلا حج 1964ء اور دوسرا حج 1967ء میں اپنے والدین کے ساتھ کیا۔ حج سے واپسی کے بعد آپ نے اسکول اور کالج کی تعلیم حاصل کی اور جامعہ کراچی سے 1975ء میں B.Sc اور 1976ء میں M.Sc کی اسناد پہلی پوزیشن کے ساتھ حاصل کیں۔ 1978ء میں آپ نے جامعہ کراچی میں لیکچرار کی حیثیت سے شعبۂ ارضیات میں تعلیمی خدمات کا آغاز کیا جو ہنوز جاری ہے اور آپ ان دنوں جامعہ کراچی کے شعبہ پٹرولیم ٹیکنالوجی کے پروفیسر اور چیئرمین کی حیثیت سے 2004ء سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس وقت آپ کا شمار جامعہ کراچی کے چند سینئر ترین اساتذہ میں ہوتا ہے، آپ بیک وقت جامعہ کراچی کی کئی فیکلٹیز کے ممبر ہیں۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ جامعہ کراچی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز میں اسپیشل ممبر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے ہوئے شعبہ علوم اسلامی، شعبہ قرآن وسنہ اور شعبہ شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں نہ صرف امام احمد رضا بلکہ علماءِ اہل سنت کی عمومی کتب کو داخل نصاب کرواتے ہوئے اہم کردار ادا کیا۔ ان دنوں آپ جامعہ کراچی کی الحاق کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے مارچ ۲۰۱۳ء سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب اگرچہ علوم ارضیات اور پٹرولیم ٹیکنالوجی کے ماہر استاد ہیں اور پچھلے **34** سال میں ہزاروں طلبہ آپ سے پڑھ کر اپنی اپنی فیلڈ میں اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں، اس سے کہیں زیادہ بڑی تعداد آپ کے ان معتقدین کی ہے جنہوں نے پچھلے تیس سال میں آپ سے جمعہ کے خطبات میں اور مختلف دینی و مذہبی پروگرامز میں آپ کے مذہبی لیکچر سنے اور مسلسل سن رہے ہیں جب کہ لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں لوگ آپ کی علمی صلاحیتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ پاکستان کے مختلف چینلز پر ایک مذہبی اسکالر کی حیثیت سے اپنے مخصوص اندازِ تکلم کی وجہ سے ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ جامعہ کراچی کی جامعہ مسجد قبا میں ۲۰۰۴ تا حال جمعہ و عیدین کی خطابت اور نماز کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام! پروفیسر صاحب دور حاضر میں ان چند لوگوں میں شمار کیے جاتے ہیں جو ایک طرف سائنسی علوم میں مہارت رکھتے ہیں تو دوسری طرف اسلامی علوم میں بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے **1982**ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا میں شمولیت اختیار کر کے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنے بزرگوں کا دامن تھاما اور اس میں مکمل کامیاب ہوئے۔ آپ نے **1986**ء میں پرائیویٹ امتحان کے ذریعے ایم اے اسلامیات کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مشہور زمانہ ترجمے کنز الایمان پر **1993**ء میں پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی اور آپ پاکستان میں امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے اسکالر بن گئے۔

پروفیسر صاحب نے ادارے میں شمولیت کے بعد حضرت علامہ شمس بریلوی (م **1997**ء) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م **2008**ء) علیہم الرحمہ کی صحبت میں رہتے ہوئے بہت کچھ سیکھا اور پھر شاگرد ہونے کا حق یوں ادا کیا کہ ان دونوں حضرات کے وصال کے بعد ادارہ میں آپ نے سب سے زیادہ قلمی کام کو آگے بڑھایا چنانچہ اپنے پچیس سال کے قلمی سفر میں آپ نے امام احمد رضا پر اب تک سو سے زائد مقالات اور مضامین لکھے ہیں جو سالنامہ ''معارف رضا'' یا ماہنامہ ''معارف رضا'' یا ''مجلہ امام احمد رضا'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

راقم الحروف (محمد آصف خان علیمی) نے اس سے قبل ڈاکٹر صاحب کی حوصلہ افزائی اور علمی

معاونت سے آپ کی تحاریر سے انتخاب کر کے ایک گلدستہ کتابی شکل میں **"مقالات مجیدی (دو حصے)"** کے نام سے شائع کیا تھا اور پھر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ کے پانچویں عرس کے موقع پر آپ علیہ الرحمہ پر لکھے گئے ڈاکٹر مجید اللہ صاحب کے مقالات کو قارئین کے لیے کتابی شکل میں بنام **"ایک عہد ساز شخصیت، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ"** یکجا کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ اب ڈاکٹر صاحب کی ایک اور مایہ ناز تصنیف **"قرآن، سائنس اور امام احمد رضا"** کو از سرِ نو کمپوزنگ، نظرِ ثانی، تحقیق اور اضافات کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ امید ہے کہ گذشتہ کتب کی طرح یہ کتاب بھی آپ کے ذوقِ مطالعے میں اضافے کا سبب بن کر شرفِ قبولیت حاصل کرے گی۔

بزم خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی مکتبہ علیمیہ سے شائع ہونے والی ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کی تین / چار سو کاپیاں طباعتی لاگت پر خرید کر اپنے حلقۂ احباب میں تقسیم کر دیتی ہے۔ جس سے نا صرف بزم کے اراکین کو علمی فائدہ پہنچتا ہے بلکہ مکتبہ کو بھی مالی تعاون حاصل ہو جاتا ہے اور یوں یہ تبلیغ واشاعت کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ دیگر احباب سے بھی بزم خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی درخواست ہے۔ بزم کے اس کارِ خیر پر راقم ان کا شکر گزار ہے اور توقع رکھتا ہے کہ یہ تعاون مستقبل میں بھی جاری رہے گا تا کہ پروفیسر صاحب کی علمی کاوشوں کو زیادہ سے زیادہ عوام الناس تک پہنچانے میں ہم کامیاب ہو سکیں۔

اخیر میں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ اس کتاب کی حسن و خوبی میرے ربِ کریم کی عطا اور میرے اساتذۂ کرام کی محنت سے ہے اور جو خامی نظر آئے تو وہ اس بندہ ناچیز کی جانب سے ہے۔ اہلِ علم عفو ودرگذر کرتے ہوئے مطلع فرمائیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے اس نیک عمل کے سبب میری، میرے والدین، میرے اساتذہ کرام، اہل وعیال، بہن بھائی، اعزّا واقربا، دوست، احباب اور تمام مسلمانوں کی بخشش ومغفرت فرمائے۔

اٰمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکِ پائے علماءِ اہلِ سنت، **محمد آصف خان علیمی قادری**، کراچی، پاکستان

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ (☆)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

فاضل مصنف برادرم پروفیسر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے سرپرست محترم جناب حمید اللہ صاحب قادری حشمتی کے فرزند ارجمند ہیں اور اس ادارے کے جنرل سکریٹری، وہ گزشتہ آٹھ سال سے ادارے کی خدمت کر رہے ہیں مولا تعالیٰ اُنھیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر مجید اللہ قادری، کراچی یونیورسٹی میں شعبہ ارضیات کے استاد ہیں وہ بڑے باحوصلہ جوان ہیں انھوں نے جب سے امام احمد رضا کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کیا ہے اُس وقت سے خود کو بنانا بھی شروع کر دیا ہے۔ تعمیر سیرت کے لیے خودنگری خودگری اور خودگیری کی منزلوں سے گزرنا ضروری ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے ارضیات کے بعد اسلامک اسٹیڈیز میں ایم، اے کیا اور خود کو پابند شرع بنایا، وہ ایک مسجد میں اب خطابت بھی کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنزالایمان اور اردو کے دوسرے معروف قرآنی تراجم سے تقابلی جائزہ پر فاضلانہ تحقیقی مقالہ پیش کر کے کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ وہ امام احمد رضا پر اردو میں ڈاکٹریٹ کرنے والے پہلے پاکستانی فاضل ہیں۔

(☆) یہ تقدیم ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ نے اس کتاب کی اول اشاعت ۱۹۸۹ء میں لکھی تھی اس لیے جو تاریخ اس میں بیان کی جائے گی وہ ۱۹۸۹ء تک محدود ہوگی۔

پروفیسر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سالنامہ معارف رضا میں مضامین بھی لکھتے ہیں اور اسکی تدوین میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ پر اُن کا ایک طویل مقالہ جس میں انھوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل و مسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے ایک قابل قدر کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۸ء میں ادارے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے پیش نظر مقالہ بھی لائق تحسین کوشش ہے۔ اس میں انھوں نے مختلف علوم وفنون جدیدہ میں امام احمد رضا کے آثارِ علمیہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے جو یقیناً اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے ایک سوغات ہے اور جو حضرات امام احمد رضا کی کردار کشی میں مصروفِ عمل ہیں اُن کے لیے ایک تازیانہ ہے۔

جدید علوم وفنون میں امام احمد رضا کی مہارت اور تبحر علمی کے بارے میں راقم نے بھی دو تین مقالات قلم بند کیے ہیں جو معارف رضا (کراچی) اشرفیہ (مبارک پور) اور حرکتِ زمین کے رد میں امام احمد رضا کے فکر انگیز مقالہ فوزِ مبین (کراچی) کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ دوسرے محققین نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے مثلاً ہندوستان کے مشہور اسکالر و محقق علامہ شبیر احمد غوری، مولانا محمد احمد مصباحی، خواجہ مظفر حسین، پروفیسر ابرار حسین وغیرہ نے علوم جفر، ھیئات، اور فلسفہ میں امام احمد رضا کی مہارت پر فاضلانہ مقالات لکھے ہیں۔

امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دُہرا دیتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں۔ ایسے محققین و قلمکار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اب تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا ۵۵ علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے اور بعض معاندین کو اس تعداد میں بھی کلام تھا مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا ۷۰ سے زیادہ علوم و فنون میں عبور رکھتے تھے۔ تقریباً پانچ سو برس پہلے عہد اکبری میں ہندوستان میں شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی ایک جلیل القدر عالم و عارف گزرے ہیں، تاریخ میں اُن کے بارے میں لکھا ہے

کہ ۶۴ علوم وفنون پر عبور رکھتے تھے مگر پروفیسر مجید اللہ قادری کی تحقیق نے ثابت کردیا ہے کہ امام احمد رضا اُن پر بھی سبقت لے گئے۔ الحمد الله علىٰ ذلك

امام احمد رضا نے کنزالایمان میں ایک جگہ عربی لفظ ''دُحھا'' کا ترجمہ ''پھیلایا'' کیا ہے جب کہ دوسرے مترجمین نے یہ ترجمہ نہیں کیا۔ پروفیسر صاحب نے لفظ ''پھیلایا'' کی سائنسی توضیح کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان بھی، لمبی گھائیاں بھی اور وادیاں بھی۔ ان پہاڑوں سے لاوا نکلتا رہتا ہے۔ پھر جب اوپر آتا ہے تو پانی کے اندر ہی اندر وہ گھاٹی کے دونوں جانب سرکتا اور پھر ٹھنڈا ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے زمین برابر پھیل رہی ہے۔

اللہ اکبر! یہ عمل اتنی خاموشی سے ہو رہا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ بہر حال پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا موضوع چوں کہ ارضیات ہے اس لیے وہ زمین سے متعلق امام احمد رضا کے ترجمے کی وسعتوں کو سمجھ گئے۔ اُن کی تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا کی تصیفات وتحقیقات اور تخلیقات کو صاحبِ فن ہی اچھی طرح پرکھ سکتا ہے۔ دوسرے کے بس کی بات نہیں کہ ان کو سمجھ سکے۔ بلاشبہ امام احمد رضا پر تحقیق کے لیے اہلِ علم وفن کی ایک جماعت اور مستقل اکیڈمی کی ضرورت ہے۔

المختصر پروفیسر مجید اللہ قادری کی یہ کوشش لائقِ تحسین وآفریں ہے۔ یہ محققین کے لیے ایک اہم مآخذ ہے اور عام قارئین کے لیے معلومات کا ایک خزانہ۔ مولیٰ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو اس علمی خدمت کی جزأ عطا فرمائے۔ اُن کی عمر اور علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

تحریر: ۲۲، محرم الحرام ۱۴۱۰ھ۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۲۵، اگست ۱۹۸۹ء پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج

ترمیم واضافہ: جمادی الاوّل ۱۴۱۵ھ
بمطابق ۱۳، اکتوبر ۱۹۹۴ء کراچی

تحدیث نعمت

ارشاد خداوندی ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ ص، آیت ۲۹)

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تا کہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں۔ (ترجمہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

راقم الحروف نے قرآن کریم کا ناظرہ ۱۹۶۴ء میں قیام جدہ کے دوران وہاں کی ایک مسجد کے امام سے شروع کیا پھر گھر میں والدہ سے اس کا ختم کیا مگر اس کا مطالعہ اور ترجمہ تفسیر اس وقت شروع کی جب ۱۹۸۶ء میں احقر نے پرائیوٹ M.A اسلامیات کا امتحان دیا اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد جلد ہی ۱۹۸۷ء میں اپنا Ph.D کا synopsis بعنوان **''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کا دیگر معروف اردو قرآنی تراجم سے تقابل''** جامعہ کراچی میں زیر نگرانی پروفیسر منتخب الحق قادری جمع کرایا اور ۱۹۹۱ء میں زیر نگرانی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی دہلوی (م ۲۰۰۸ء) جمع کرا کر ۱۹۹۳ء میں Ph.D کی اعلیٰ سند حاصل کی۔

راقم نے ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۱ء قرآن کریم کا نہ صرف ترجمہ کنزالایمان بلکہ متعدد قرآن کے تراجم اور تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ دوران مطالعہ قرآن کریم کی چیدہ چیدہ آیات خاص کر عقائد سے متعلق اور سائنس سے متعلق آیات پر غور وفکر کرنے کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے موقعہ دیا جس کے باعث یہ حقیقت سامنے آئی کہ قرآن کریم نے ہر علم سے متعلق اصول بیان کر دیے، لہٰذا آج کے دور کے لحاظ سے جس علم سے تعلق رکھنے والا قرآن کا مطالعہ کرے گا اس کو اس علم سے متعلق قرآنی اصول سے آگاہی حاصل ہوگی اور یہ اصول حقیقی اور حتمی ہوں گے۔ احقر دوران مطالعہ علم ارضیات سے متعلق آیات پر نہ صرف غور وفکر کرتا رہا بلکہ ان آیات سے متعلق نکات کو جمع کرتا رہا۔ دوسری طرف چوں کہ میرا موضوع امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے ترجمہ قرآن مجید کا دیگر

تراجم سے تقابل تھا اس لیے امام احمد رضا خاں کی متعدد کتب بالخصوص فتاویٰ رضویہ کا بھی گہرا مطالعہ جاری رہا اس دوران تین مقالات تحریر کرنے میں کامیاب ہوا۔ یہ مقالات مندرجہ ذیل ہیں جن کی اشاعت کے بعد احقر کو پاک و ہند کے قلم کاروں اور علماء و مشائخ کے درمیان بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ مقالات سالانہ معارف رضا کی زینت بنے اور علیحدہ کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔

۱۔ اردو ادب کی تاریخ فروگذاشت، سال نامہ معارف رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء

۲۔ العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ کا موضوعاتی جائزہ، شمارہ ہشتم، ۱۹۸۸ء

۳۔ قرآن سائنس اور امام احمد رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۹ء

احقر جس دوران اپنا Ph.D کا مقالہ تیار کر رہا تھا ان دنوں والد ماجد شیخ حمید اللہ قادری چشتی علیہ الرحمۃ (م۱۹۸۹ء) حلق کے کینسر کے مرض میں شدید علیل تھے۔آپ احقر کے Ph.D کے مقالہ لکھے جانے سے بہت خوش تھے اور اسی لیے احقر کو اجازت تھی کہ ان کے مال خاص سے جو بھی کتاب درکار ہو اس کو خریدیں چناں چہ درجنوں تفاسیر احادیث کی کتب اور دیگر اہم کتب جو احقر کی لائبریری کی زینت ہیں وہ والد ماجد کی یادگار ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے تحت سالانہ ۹ویں امام احمد رضا کانفرنس کی تیاریاں جاری تھیں اور ادھر احقر کے والد ماجد کی طبعیت انتہائی ناساز ہو چکی تھی کانفرنس کی تاریخ ۱۰ستمبر ۱۹۸۹ء تھی احقر کا رسالہ **''قرآن، سائنس اور امام احمد رضا''** طباعت کے مراحل میں تھا اور کوشش تھی کہ یہ رسالہ کانفرنس کے موقعہ پر آجائے اور والد ماجد اس کو دیکھ لیں الحمد اللہ کانفرنس والے دن مقالہ چھپ کر آ گیا والد ماجد کو کانفرنس سے واپسی پر رسالہ **''قرآن، سائنس اور امام احمد رضا''** دکھایا، ناسازی طبیعت کے باوجود انھوں نے آنکھوں کے اشاروں سے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ راقم الحروف قریب ہوا، گلے لگایا اور مجھے امید ہے کہ انھوں نے ڈھیر ساری دعائیں دی ہوں گی اور یہ ان کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ اب تک احقر کے تحریر کردہ مقالات اور کتب کی تعداد ۱۰۰ سے متجاوز ہو چکی ہے۔

کانفرنس کے چار دن بعد والد ماجد کا وصال ہوگیا۔حضرت شمس بریلوی (م ۱۹۹۷ء) جو والد ماجد کے نہ صرف دوست بلکہ بہت قدرداں بھی تھے،ان کے وصال پر منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا تھا اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ثبت کرجاتے ہیں وہ نقشِ دوام زندگی
چھوڑ جاتے ہیں نشاں مردوں کا یہ ہی کام ہے
ان کے بیٹے بھی ہیں ان کی باقیات صالحات
ان کے نام سے یہ ہی تو وابستہ علو نام ہے
یوں گذرتا ہے مجید قادری کا ہر نفس
شیخ صاحب کے روش پران کا ہرگام ہے
بار الہا جنت الفردوس ہو ان کا مقام
اس دعا پر التجا ئے شمس کا اہتمام ہے

مقالہ ''قرآن ،سائنس اور امام احمد رضا'' ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سالانہ شمارہ کے ساتھ ساتھ علیحدہ رسالے کی صورت میں بھی شائع ہوا تھا،اس وقت احقر نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ سے اس رسالے پر مقدمہ لکھنے کی گذارش کی تھی جو انھوں نے قبول فرمائی چناں چہ احقر کے رسالے پر پہلی مرتبہ ڈاکٹر صاحب کے کلمات تحسین شائع ہوئے۔آپ نے احقر کے رسالے کی تحقیق کی پذیرائی فرماتے ہوئے لکھا۔

> ''امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہرا دیتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں۔ایسے محققین وقلم کار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے مثلاً اب تک یہ ہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا ۵۵ علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا ۷۰ سے زیادہ علوم وفنون پر عبور رکھتے تھے۔''

(تقدیم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد،ص۲،مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،۱۹۸۹ء/۱۴۱۰ء،کراچی)

الحمدللہ اس رسالے کو قارئین کرام نے پسند فرمایا اور جلد ہی اس کا اسٹاک ختم ہو گیا چناں چہ ۱۹۹۴ء میں اس کا دوسرا اور ۱۹۹۷ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن ادارے ہی سے شائع ہوا، ساتھ ہی ساتھ پاکستان کے مختلف شہروں سے کئی پبلشرز نے اس رسالے کو شائع کیا۔ اس رسالے کی اشاعت کا سلسلہ پاکستان سے نکل کر انڈیا، بنگلہ دیش اور ماریشس سے بھی جاری رہا۔ انڈیا میں تحریک فکرِ رضا (ممبئی) نے سب سے پہلے ۱۹۹۵ء میں یہ رسالہ اردو زبان میں ہی شائع کیا جب کہ اس کا انگریزی ترجمہ انجینئر حسن سعید (علیگ) نے کیا تھا اور اس کو محمد اقبال نوری نے اپنے ادارہ رضائے برکات ممبئی کی جانب سے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا تھا جس کے بعد اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس رسالے ''قرآن، سائنس اور امام احمد رضا'' کا بنگلہ ترجمہ مولانا نظام الدین نے کیا تھا جس کو مولانا محمد بدیع العالم رضوی صاحب نے اپنے ادارہ ''رضا اسلامک اکیڈمی، چٹاگانگ، بنگلہ دیش'' سے اول ۲۰۰۲ء اور بعد میں دوبارہ ۲۰۱۱ء میں شائع کیا تھا۔ ''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، چٹاگانگ'' نے ۲۰۱۱ء میں ''امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس'' کا اہتمام کیا تھا جس میں راقم مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوا تھا۔ اس کانفرنس کی صدارت علامہ مفتی مجید الحق نعیمی نے کی تھی جب کہ مہمانانِ خصوصی میں مولانا امین الحق قادری، مولانا محمد ادریس رضوی، مولانا علامہ جلال الدین قادری اور علامہ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب (مترجم کنزالایمان بزبان بنگلہ) بھی شامل تھے۔ الحمدللہ ۱۰۰ سے زائد علماء و اسکالر کے علاوہ ہال میں ۳۰۰۰ سے زائد سامعین موجود تھے جن کی موجودگی میں راقم نے ڈیڑھ گھنٹے کی Power Point پر Scientific Work of Imam Ahmad Raza کے عنوان پر انگریزی میں Presentation پیش کی تھی جس پر نا صرف سامعین نے بلکہ اسٹیج پر موجود اکابر علماء کرام نے بھی احقر کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔

☆ اس کو مولانا بدیع العالم رضوی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں اس طرح بیان کیا:

''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن کی دعوت پر سرزمین بنگلہ دیش میں جناب مکرم مجید اللہ قادری کی پہلی مرتبہ تشریف آوری فدایان اعلیٰ حضرت کے لیے بلا شبہ نعمت عظمیٰ ہے۔

مہمان اعلیٰ کی حیثیت سے حضرت کی تشریف آوری مختلف پروگراموں میں حضرت والا کا خطاب اور visit کرنا تعلیماتِ رضا کے فروغ کے لیے ایک عظیم کام ہے۔

اس کے ساتھ ہی عالمی سطح پر مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات رضا کے فروغ میں خدمات کے اعتراف پر مہمان اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو اعلیٰ حضرت ایوارڈ پیش کیا گیا۔''

(اعلیٰ حضرت کانفرنس بنگلہ دیش از مولانا بدیع العالم رضوی، معارف رضا، شمارہ مارچ ۲۰۱۱ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا)

''قرآن، سائنس اور امام احمد رضا'' کا جدید انگریزی ترجمہ محترم محمد ثاقب خان نے کیا تھا جو معارف رضا انگریزی کے شمارہ نمبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔ اب یہ رسالہ ہمارے محبی عزیزی اور ہمارے استاذِ محترم پروفیسر سعید الرحمٰن علیہ الرحمہ کے قابل فخر و لائق داماد پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی و بانی، العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، کراچی) اپنے مکتبہ علیمیہ سے شائع کر رہے ہیں۔ موصوف اس سے قبل راقم الحروف کی تین (3) کتب بشمول مقالاتِ مجیدی حصہ اوّل و دوم (جس میں امام احمد رضا پر سائنسی حوالے سے لکھے گئے مقالات شامل ہیں) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ پر لکھے گئے احقر کے مقالات کو ایک کتابی شکل میں بھی شائع کر چکے ہیں۔ خداوندِ کریم ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنے مسلک کے لیے جو خدماتِ علمیہ انجام دے رہے ہیں اس کو قبول فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

۳ شوال المکرّم ۱۴۳۴ء / ۱۱ اگست ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب اللہ ہے جو اوّل سے آخر تک تمام حقائق و معارف اور جملہ علوم و فنون کا خزینہ ہے۔ رب کائنات کئی مقامات پر قرآن میں اس حقیقت کی نشاندہی فرما رہا ہے، چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (سورۂ نحل، آیت ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ (سورۂ یوسف: آیت ۱۱۱)

اور ہر چیز کا تفصیلی بیان۔

ایک اور مقام پر اس طرح نشاندہی فرمائی:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (سورۂ انعام: آیت ۳۸)

اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

قرآن مجید چوں کہ کتاب اللہ ہے اور اشرف المخلوقات انسان کی ہدایت کے لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی اس لیے ضروری ہے کہ اس آسمانی کتاب میں اُس شئے کا ذکر ہونا چاہیے (اشارۃً یا کنایۃً) جو شئے انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ قرآن اپنی جامعیت کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورۂ انعام: آیت ۵۹)

تو کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو:

اس کائناتِ ارض و سماء میں جو کچھ ہے وہ شئہ یا تو خشک ہے یا تر۔ تیسری کوئی حالت

نہیں۔ بحر و بر، شجر و حجر، زمین و آسماں، جمادات و نباتات، جن و انس، حیوانات و دیگر مخلوقات، الغرض عالم اسفل اور عالم بالا کی کوئی بھی شئے یا تو خشک ہوگی یا تر۔ یہاں قرآن نے درحقیقت ساری کائنات کے ایک ایک ذرّے کا بیان کر دیا ہے کہ ہر شئے کا علم اور اس کی اصل قرآن میں موجود ہے۔ چناں چہ علامہ ابن برھان الدین قرآن کی اس جامعیت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔

مامن شیءٍ فھو فی القراٰن اوفیہ اصلہ (الاتقان، جلد دوم، ص ۱۲۶)

گویا قرآن میں یا تو ہر شے کا ذکر تفصیل کے ساتھ موجود ہے یا کم از کم اشارۃً اس کا بیان ضرور ہے لیکن ہر کوئی شخص قرآن سے وہ تفصیل اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس کسی کو یہ نور بصیرت عطا کر دے، اس کا سینہ کھول دے اور حجابات اٹھا دے تو وہ شخص قراان سے ہر علم و فن کی تفصیل معلوم کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مامن شیءٍ الاّ یمکن استخراجہ، من القرآن لمن فھمہ اللہ

(الاتقان، جلد دوم، ص ۱۲۶)

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا استخراج و استنباط آپ قرآن سے نہ کر سکیں لیکن جس کو اللہ تعالیٰ خصوصی فہم (علم لدنی) سے بہرور فرما دے۔

ایسی ہی ہستیوں میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جن کا قرآن فہمی میں یہ دعویٰ ہے۔

لو ضاع لی عقال بعیرٍ وجدتہ فی کتاب اللّٰہ (الاتقان، ج۳، ص ۱۲۶)

میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو قرآن کے ذریعہ تلاش کر لیتا ہوں۔

امام المذہب امام شافعی علیہ الرحمہ جامعیت قرآن کی نسبت اپنی قرآن فہمی کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔

سلونی عما شئتم اخبرکم عنہ فی الکتاب اللّٰہ (الاتقان، ج۲، ص ۱۲۶)

جس چیز کی نسبت چاہو مجھ سے پوچھ لو میں اس کا جواب قرآن سے دوں گا۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

من ارادالعلم فعلیہ بالقرآن فانّ فیہ خیر الاوّلین والاٰخرین

(الاتقان، ج۲،ص۱۲۶)

جو شخص (جامع) علم حاصل کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا دامن تھام لے کیوں کہ قرآن میں اوّل سے آخر تک سارا علم (تمام علوم وفنون کا) موجود ہے۔

قرآن کی تعلیمات کو جنھوں نے سینے سے لگایا، برابر غور وفکر کیا تو انھوں نے اپنی زندگی کی تمام مشکلات کا حل قرآن سے حاصل کرلیا، ہر دور کے نئے نئے مسائل کو قرآن سے سمجھ لیا اور قرآن کی سائنسی تعلیمات کی روشنی میں نئی نئی ایجادات کیں اور زمانہ میں ایک انقلاب برپا کیا جس نے مزید انقلابات کی راہ ہموار کی۔ مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے سنہری نقوش آج بھی تاریخ میں ثبت ہیں اور جب تک سائنسی تحقیقات کا یہ سلسلہ جاری رہا مسلمان پوری دنیا میں سرخرو رہے لیکن جب مسلمانوں نے قرآن کو سینے سے نکال کر الماریوں کی زینت بنادیا تو ترقیوں سے محروم ہوکر ذلیل وخوار ہوگئے۔ حالاں کہ قرآن مجید تدبر وتفکر کے لیے نازل کیا گیا تھا مگر اب تو ہم تلاوت سے بھی محروم ہوگئے۔ صرف ایصال ثواب کے لیے تلاوت رہ گئی اور وہ بھی کبھی کبھار۔ دوسری طرف اس تدبّر وتفکر سے غیر مسلم اقوام دنیاوی ترقی کی منزلیں طے کررہی ہیں۔ ربّ ارض وسماء مسلمانانِ عالم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (سورۂ ص: آیت۲۹)

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔

ایک اور مقام پر اس طرح متوجہ کراتا ہے:

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۔ (سورۂ رعد: آیت۳)

بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔

دوسرے مقام پر غور وفکر کرنے کی اس طرح تعلیم دیتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط (سورۂ نساء: آیت ۸۲)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔

قرآن پاک جیسی جامع فنون کتاب پر جب مسلمانوں نے غور وفکر کرنا چھوڑ دیا تو اس ترقی کے دور میں جہاں ہزاروں کیا لاکھوں غیر مسلم سائنسداں کائنات کے چپے چپے پر غور وفکر کے عمل میں مصروف ہیں اور ان میں مسلمان سائنسدانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ رہی دوسری طرف مسلمان مسلمان سے لڑنے مرنے پر تُلا ہوا ہے۔ خارجی حالات کچھ بھی ہوں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو شاید صرف چند مذہبی مسئلے مسائل کی کتاب سمجھ لیا ہے اور آج کے دور کے ہر مسئلے کا حل مغربی دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیا ہمارے بچے یہ تک نہیں جانتے کہ چند صدیوں قبل دنیا بھر میں تمام ترقیوں کا محور مسلمان سائنسدان ہوا کرتے تھے اور آج مغرب کی دنیا اپنی ترقی پر جو نازاں ہے وہ مسلمان سائنسدانوں کی محنت اور کاوشوں کی مرہون منت ہے لیکن بدقسمتی سے ہم آج ان مسلمان سائنسدانوں کے نام تک سے آشنا نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمانوں کے تعلیمی ماحول میں کسی بھی سطح پر ان کا ذکر خیر نہیں کیا جاتا اور اگر ہے بھی تو اتنا مختصر اور غیر معیاری کے بچے کہانی سمجھ کر پڑھتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان ممالک میں ان تمام سائنسدانوں کا باقاعدہ تعارف کرایا جائے اور ان کے علمی، فکری کارناموں سے روشناس کرایا جائے۔ قرآن مجید تو وہ کتاب ہے کہ غیر مسلم اس کے جامع العلوم سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرتے ہیں اور ایک دو نہیں سینکڑوں غیر مسلم اسکالرز قرآن پر غور وفکر کے بعد ایمان کی دولت سے بھی آشنا ہو گئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے اس پر غور وفکر نہ کریں کہ قرآن دین و دنیا دونوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ (۲)

مورلیس بوکا یئے جن کا تعلق فرانسیسی قوم سے ہے جو بعد میں ایمان بھی لے آئے وہ اپنی کتاب ''بائبل قرآن اور سائنس'' میں قرآن کی عظمت خاص کر سائنسی علوم کی نشاندہی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''جب میں نے پہلے پہل قرآن وحی وتنزیل کا جائزہ لیا تو میرا نقطۂ نظر کلیتاً معروضی تھا پہلے سے کوئی سوچا سمجھا منصوبہ نہ تھا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ قرآنی متن اور جدید سائنس کی معلومات کے مابین کس درجہ مطابقت ہے۔ تراجم سے مجھے پتہ چلا کہ قرآن ہر طرح کے قدرتی حوادث کا اکثر اشارہ کرتا ہے لیکن اس مطالعہ سے مجھے مختصر سی معلومات حاصل ہوئیں۔ جب میں نے گہری نظر سے عربی زمین میں اس کے متن کا مطالعہ کیا اور ایک فہرست تیار کی تو مجھے اس کام کو مکمل کرنے کے بعد اس شہادت کا اقرار کرنا پڑا جو میرے سامنے تھی۔ قرآن میں ایک بھی بیان ایسا نہیں ملا جس پر ''جدید سائنس'' کے نقطۂ نظر سے حرف گیری کی جا سکے''۔ (ترجمہ ثناء الحق صدیقی، ص ۱۶)

آگے چل کر مورلیس بوکائیے رقمطراز ہیں:

''ہمارے علم کے مطابق اسلام کے نقطۂ نظر سے مذہب اور سائنس کی حیثیت ہمیشہ دو جڑواں بہنوں کی سی رہی ہے۔ شروع ہی سے اسلام نے لوگوں کو حصولِ علم کی ترغیب دی اور اس کا نتیجہ یہ رہا کہ اسلامی تمدن کے دور عروج میں سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی جس سے نشاۃ الثانیہ سے قبل، خود مغرب نے بھی استفادہ کیا''۔ (ایضا، ص ۱۸)

قدیم زمانے میں لفظ سائنس یا سائنسداں کی اصلاح مستعمل نہ تھی مگر ہر وہ عالم وفاضل جو تمام علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتا ہوتا وہ حکیم کہلاتا اور یہ خطاب صاحبِ علم وفضل کے لیے خاص تھا۔ اس دور میں حکیم کے لیے لازم تھا کہ وہ مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ علم ہئیت، نجوم، کیمیا، ابدان وغیرہ سے متعلق جملہ تشریحات کا نہ صرف واقف کار ہو بلکہ تمام علوم وفنون میں کمال رکھتا ہو۔ مسلمان سائنسدانوں نے علوم وفنون کی تمام شاخوں بالخصوص، علم ریاضی، ہئیت، طبعیات، کیمیا، فلکیات، نجوم، طب، نباتات، حیوانات، نفسیات، اخلاقیات، حیاتیات پر علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کے حالات وافکار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عموماً تمام ہی سائنسداں دینی علوم کے فارغ التحصیل ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کسی مسئلے پر غور وفکر کرتے سب سے قبل وہ قرآن سے راہ حاصل کرتے خواہ دینی مسئلہ ہو یا دنیوی۔ وہ منقولات و

معقولات دونوں کو قرآن سے استنباط کرتے!

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ (م المتوفی ۵۰۵ھ) سے (جن کو مغربی دنیا ایک عظیم فلسفی تسلیم کرتی ہے اور جن کی متعدد کتب ورسائل مغربی زبانوں پر منتقل ہو چکے ہیں) ایک دفعہ ایک غیر مسلم سائنسدان نے سوال کیا؟

''اجرام فلکی یعنی چاند، سورج اور دیگر سیارگان فضا میں جو حرکت کرتے ہیں وہ دو طرح کی ہے ایک سیدھی دوسری معکوس! قرآن مجید میں ایک سمت میں حرکت کا ذکر تو موجود ہے لیکن دوسری سمت کا ذکر موجود نہیں اور آپ کا قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ ہر شے کا علم اس قرآن میں موجود ہے تو آپ بتایئے کہ دوسری سمت کی حرکت کا ذکر کہاں ہے''۔

(منہاج العرفان فی لفظ القرآن ج ا،ص ۸۰)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس غیر مسلم سے ایک سوال پوچھا کہ تو نے پہلی حرکت کا ذکر قرآن مجید کی کس آیت سے لیا ہے، جواب میں اس نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی۔

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (سورۃ یٰس: آیت ۴۰)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ''اسی آیت شریفہ میں دوسری حرکت معکوس کا ذکر بھی ہے وہ اس طرح کہ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ کے الفاظ الٹی جانب سے یعنی بائیں جانب سے پڑھے جائیں یعنی فلک کی ک شروع کر کے کُلّ کی ک تک پڑھا جائے تو پھر بھی كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ ہی بنے گا۔ گویا آیت کو دائیں جانب کی سمت سے پڑھیں تو سیارگان کی سیدھی حرکت کا ذکر ہے اور اس معکوس سمت سے پڑھیں تو حرکت معکوس کا ذکر ہے۔(۳)

امام غزالی علیہ الرحمہ ایک جانب جید عالم دین تھے تو دوسری طرف اس زمانے کے سائنسی علوم پر بھی بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کے علاوہ سینکڑوں کیا ہزاروں نام تاریخ میں ملتے ہیں جنھوں نے علوم نقلیہ حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ جب علوم عقلیہ پر توجہ دی تو اس میں بھی زبردست دسترس حاصل کی۔ یہاں چند سائنسدانوں کا مختصر تعارف کراتا

چلوں جن کا ان کے زمانے میں طوطی بولتا تھا اور جنھوں نے علوم عقلیہ کی ترویج میں بھرپور حصہ لیا اور اپنا نام دنیا کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں ثبت کرا گئے۔ مثلاً۔

(۱)۔**ابواسحاق ابراہیم بن جندب** (متوفی ۱۵۷ھ/۷۷۶ء) دوربین کا موجد۔

(۲)۔**جابر بن حیان** (متوفی ۱۹۸ھ/۸۱۷ء) علم کیمیا کا باوا آدم اور بے شمار کیمیائی مرکبات کا موجد۔

(۳)۔**عبدالمالک اصمعی** (متوفی ۱۹۸ھ/۸۳۱ء) علم حیوانیات اور نباتیات پر لکھی جانے والی سب سے پہلی ۵ کتابوں کا مصنف۔

(۴)۔**حکیم یحییٰ منصور** (متوفی ۲۱۴ھ/۸۳۲ء) دنیا کی پہلی رصدگاہ (OBSERYATORY) کا صدر اور ASTRONOMICAL TABLES کا موجد۔

(۵)۔**محمد بن موسیٰ خوارزمی** (متوفی ۲۳۲ھ/۸۵۰ء) الجبرے کا موجد، الجبر ومقابلہ اور علم الحساب کا مصنف۔

(۶)۔**احمد بن موسیٰ شاکر** (متوفی ۲۴۰ھ/۸۵۸ء) دنیا کا پہلا میکینیکل انجینئر اور علم میکانیت پر پہلی کتاب کا مصنف۔

(۷)۔**ابوعباس احمد بن محمد کثیر** (متوفی ۲۴۳ھ/ ۸۶۳ء) زمین کا صحیح محیط (Circunference) معلوم کرنے والا پہلا سائنسدان۔

(۸)۔**ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی** (متوفی ۲۵۴ھ/ ۸۷۳ء) مسلمانوں کا پہلا فلسفی جس نے مغرب کو حیرت زدہ کردیا۔

(۹)۔**ابوبکر محمد ذکریا رازی** (متوفی ۳۰۸ھ/ ۹۳۲ء) ابتدائی طبی امداد، میزان طبعی، الکحل کا دریافت کرنے والا طب کا امام۔

(۱۰)۔**حکیم ابونصر محمد بن فارابی** (متوفی ۳۳۸ھ/۹۵۰ء) علم اخلاق (ETHIC) کا بانی اور علم نفسیات کا عظیم ماہر۔

(۱۱)۔**ابوعلی حسن ابن الہیثم** (متوفی ۴۳۰ھ/۱۰۲۱ء) علم نور (LIGHT) کا عظیم ماہر، انعطافِ

نور کے نظریہ کا ماہر اور دریافت کنندہ اور آنکھ کی پتلی کا محقق اور کیمرہ کا موجد حقیقی۔

(۱۲)۔ **احمد بن محمد علی مسکویہ** (متوفی ۴۲۱ھ / ۱۰۳۲ء) نباتات میں زندگی، حیوانات میں قوت حس اور دماغی ارتقا کی دریافت کرنے والا، علم سماجیات (SOCIALOGY)، نفسیات اور اخلاقیات کا عظیم محقق۔

(۱۳)۔ **شیخ حسین عبداللہ بن علی سینا** (متوفی ۴۲۸ھ / ۱۰۳۸ء) علم طبیعات (PHYSICS) علم الامراض (الادویہ کے فنون کا مجدد دُنیا کی باکمال اور جامع شخصیت اور سائنسدانوں میں سب سے زیادہ کتابوں کا مصنف۔

(۱۴)۔ **ابوریحان محمد بن احمد البیرونی** (متوفی ۴۳۹ھ / ۱۰۴۸ء) پہلا عظیم جغرافیہ داں، ماہر آثار قدیمہ وارضیات، برصغیر کا پہلا مورخ اور سیاح، دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنے والا پہلا سائنسدان۔

(۱۵)۔ **امام محمد بن احمد غزالی** (متوفی ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) علم دین کا مجدد اور جدید فلسفہ اخلاق کا بانی علم نفسیات اور فلسفہ کا عظیم محقق۔

(ماخذ ابراہیم عمادی ندوی، مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات، ۱۹۸۷ء)

ان چند مسلمان سائنسدانوں کے تعارف کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سنہری تاریخ سے واقف ہوسکیں کہ وہ کتنی حسین تھی۔ ہمارے مسلمان سائنسدانوں نے علوم وفنون کی ہر شاخ پر تحقیق وتجسس کیا اور ہر فن پر علمی آثار چھوڑے ہیں۔ سیکڑوں کتابوں کے مغربی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور بہت سی کتابیں آج بھی تدریس میں شامل ہیں لیکن ہم مسلمانوں کو اس کا کچھ علم نہیں۔

ہر صدی نے عظیم مسلمان سائنسدانوں کو جنم دیا ہے اور ہر کوئی اپنے اپنے علمی بساط کے مطابق ان علوم وفنون کا عظیم ماہر بنا۔ چند کا تعارف کرایا جا چکا ہے اور ہزاروں مسلمان سائنسدان تاریخ کی کتابوں کی زینت ہیں۔ البیرونی کے بعد مسلمانوں میں چودھویں صدی ہجری تک البیرونی جیسا عظیم سائنسداں پیدا ہی نہیں ہوا۔ یہ اعزاز برصغیر پاک وہند کو (۱۸۵۶ء / ۱۲۷۳ھ) کو حاصل ہوتا ہے جب دنیائے انسانیت کا عظیم مدبر، مفکر اور عظیم سائنسدان بریلی کی سرزمین پر جنم لیتا ہے۔

ان کا نام ہے احمد رضا خان بریلوی اور مسلمان ان کو اعلیٰ حضرت یا فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ (۴)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی جن کو تمام علوم وفنون (عقلیہ ونقلیہ / قدیمہ وجدیدہ) پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ آپ کو ۵۵ سے زیادہ علوم فنون پر مکمل دسترس تھی اور ان تمام فنون پر آپ کے قلمی یادگار موجود ہیں (۵)۔ آپ کے ان تمام علوم وفنون کی تعداد امام احمد رضا کی اپنی کتاب "الاجازہ الرضویہ لمبحل مکة البهيه" جو ۱۳۲۳ھ میں تالیف فرمائی تھی اور عربی زبان میں لکھی تھی، اس سے ماخوذ ہے۔ ان ۵۵ علوم وفنون میں علم قرآن، تفسیر حدیث، فقہ، منطق، عقائد وکلام وغیرہ سب شامل ہیں اور ان میں جو علوم عقلیہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۶)

بقول آپ کے کسی استاد کا احسان اٹھائے بغیر محض توفیق الٰہی سے حاصل ہے۔ علم تکسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ، ارثماطیقی، جبر ومقابلہ، لوغارثمات، علم التوقیت، زیجات، مثلث، کروی و مسطح، ہئیت جدیدہ، مربعات، جفر، فلسفہ قدیمہ / جدیدہ، علم زائچہ وغیرہ۔

علوم وفنون کی یہ فہرست جو خود مصنف نے پیش کی ہے اور بعد کے مورخین نے اسی کو اپنی کتابوں میں شامل رکھا ہے بظاہر بہت کم ہے کیوں کہ اوّل تو ایک ہزار سے زیادہ لکھی گئی (۷) کتابوں میں اکثر غیر مطبوعہ ہیں اور جو طبع ہو چکی ہیں ان پر جدید علوم کی روشنی میں نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے، راقم الحروف نے علوم جدیدہ کے حوالے سے جو کتب ورسائل اور فقہی مسائل میں جدید علوم کے جزئیات مطالعہ کیے ہیں اس سے مزید مندرجہ ذیل علوم وفنون کی شاخوں کا اضافہ ہوا ہے اس طرح آپ کے علوم وفنون کی تعداد ۷۰ تک جا پہنچتی ہے۔

علم طبیعیات، علم صوتیات، علم نور، علم کیمیا، علم طب علم الادویہ، علم معاشیات، علم اقتصادیات، علم تجارت، علم شماریات، علم ارضیات، علم جغرافیہ، علم سیاسیات، علم بین الاقوامی امور، علم معدنیات، علم اخلاقیات۔

امام احمد رضا نے معقولات میں جن علوم وفنون پر اپنی قلمی کاوشیں یادگار چھوڑی ہیں ان کی فہرست پیش کی جاتی ہے پھر مختصراً آپ کی علمی بصیرت پر گفتگو کی جائے گی۔

نمبر شمار	کتاب یا رسالے کا نام	موضوع	زبان	سن اشاعت / ناشر

۱۔ نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسماں (۱۳۳۹ھ)، ہیئت/فلسفہ، (اردو) حسنی پریس بریلی

۲۔ فوز مبین در ردِّ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ)، ہیئت طبیعیات، (اردو) ۱۹۸۹ء دارالاشاعت بریلی

۳۔ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ)، ہیئت/طبیعیات، (اردو) مجلس رضا لاہور

۴۔ الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ فلسفہ الشمئہ، (اردو) ۱۹۴۷ء، سمنانی کتب خانہ

۵۔ حاشیہ اصول طبعی، طبیعیات، عربی، غیر مطبوعہ

۶۔ الصراح الموجز فی تعدیل المرکز (۱۳۱۹ھ)، (۲۴ اوراق)، ہیئت جدیدہ، فارسی، غیر مطبوعہ ☆

۷۔ جدول برائے جنتری، سالہ، ہیئت جدیدہ، فارسی، غیر مطبوعہ

۸۔ قانون رویۃ اہلہ، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ

۹۔ طلوع و غروب کواکب و قمر، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ

۱۰۔ رویت الہلال (۱۳۲۳ھ)، (۱۳ اوراق)، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ ☆

۱۱۔ مبحث المعاولہ فات الدرجۃ الثانیہ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۲۔ حاشیۂ کتاب الصور، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۳۔ حاشیۂ شرح تذکرہ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۴۔ حاشیہ طیب النفس، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ ☆

۱۵۔ اقمار الانشرح الحقیقۃ الاصباح، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۶۔ جاوۃ الطلوع والھمر للسیارہ والنجوم والقمر، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۷۔ حاشیہ تصریح، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۸۔ حاشیہ شرح چغمنی، (۱۳۹ اوراق)، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ ☆

۱۹۔ حاشیہ علم ھئیاۃ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۰۔ رفع الخلاف فی وقائق الاختلاف، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۱۔حاشیہ شروح باکورہ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۲۔حاشیہ خزانۃ العلم، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۳۔الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۴۔مسئولیات اسہام، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۵۔جدول الریاضی، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ☆

۲۶۔الکسر العسری (۱۳۳۱ھ)، (۱۴اوراق)، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ☆

۲۷۔زاویۃ الاختلاف المنظر، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۸۔عزم البازی فی جوالریاضی، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ☆

۲۹۔کسور اعشاریہ، (۱۰اوراق)، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۳۰۔معدن علومی درسنین ہجری عیسوی ورومی، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۳۱۔الاشکال الاقلیدس لنکس اشکال قلیدس علم ہندسہ، ریاضی، عربی، (۱۴۰۶ھ) مطبوعہ لاہور

۳۲۔حاشیہ اصول ہندسہ، (۱۵اوراق)، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ

۳۳۔حاشیہ تحریر اقلیدس، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ

۳۴۔اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، ٹریگنومیٹری، عربی، غیر مطبوعہ

۳۵۔المعنی المجلی للمغنی والظلی، علم ہندسہ، عربی، غیر مطبوعہ

۳۶۔اطائب الاکیسر فی علم کسیر، (۳۴اوراق)، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ☆

۳۷۔حاشیہ الدر المکنون، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ

۳۸۔۱۵۲امربعات، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ

۳۹۔مجتلی العروس، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ

۴۰۔رسالہ در علم تکسیر، تکسیر، فارسی، غیر مطبوعہ

۴۱۔الجداول الرضویہ للمسائل الجفریہ، علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ

۴۲۔الاجوبۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ، علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ

۴۳۔الثواب الرضویہ علی الکواکب الدریہ، علم جفر، عربی، غیر مطبوعہ

۴۴۔رسالہ درِ لوگارثم، علم لوگارثم، اردو، مطبوعہ ۱۹۸۰ء، کراچی

۴۵۔ستین ولوگارثم، علم لوگارثم، اردو، غیر مطبوعہ

۴۶۔حاشیہ زلالات البرجندی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ☆

۴۷۔حاشیہ برجندی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ

۴۸۔حاشیہ زیج ایلخانی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ

۴۹۔حاشیہ زیج بہادر خانی، (۲۱۲ اوراق)، علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۰۔حاشیہ فوائد بہادر خانی، علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۱۔حاشیہ جامع بہادر خانی، علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۲۔مصر المطالع للتقویم والطالع، علم زیجات/حرکات سیارگان، اردو، غیر مطبوعہ☆

۵۳۔حاشیہ القواعد الجلیلہ، ریاضی/جبر ومقابلہ، عربی، غیر مطبوعہ

۵۴۔حال المعادلات لقوی المکعبات، ریاضی/جبر ومقابلہ، فارسی، غیر مطبوعہ☆

۵۵۔رسالہ جبر ومقابلہ، ریاضی/جبر ومقابلہ، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۶۔تلخیص علم مثلث کرّ دی، ٹریگنو میٹری، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۷۔رساہ علم مثلث، ٹریگنو میٹری، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۸۔وجوہ زوایا مثلث کرّ دی، ٹریگنو میٹری، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۹۔الموہبات فی المربعات، ارثماطیقی، عربی، غیر مطبوعہ☆

۶۰۔کتاب الارثمار طیقی، ارثماطیقی، عربی، غیر مطبوعہ

۶۱۔البدور فی اوج المجذ ور، ارثماطیقی، فارسی، غیر مطبوعہ

۶۲۔ورء القبح عن ورک وقت الصبح، علم توقیت، اردو، فتویٰ رضویہ ج ۴

۶۳۔ تہیل التعدیل، علم توقیت، اردو، غیر مطبوعہ

۶۴۔ ترجمہ قواعد نائیکل المنک، علم توقیت، اردو، مطبوعہ

۶۵۔ جدول اوقات، علم توقیت، اردو، مطبوعہ

۶۶۔ میول الکواکب وتعدیل الایام، علم توقیت/ نجوم، اردو، مطبوعہ

۶۷۔ زیچ الاوقات للصوم والصلوٰۃ، علم توقیت/ نجوم، اردو، غیر مطبوعہ

۶۸۔ طلوع وغروب نیرین، علم توقیت/ نجوم، اردو، غیر مطبوعہ

۶۹۔ الانجب الانیق فی طریق التعلیق، علم توقیت/ نجوم، فارسی، مطبوعہ

۷۰۔ استنباط الاوقات، علم توقیت/ نجوم، فارسی، غیر مطبوعہ

۷۱۔ البرھان القویم علی العرض والتقویم، علم توقیت/ نجوم، فارسی، مطبوعہ ☆

۷۲۔ تاجِ توقیت (۱۳۲۰ھ)، علم توقیت/ نجوم، فارسی، مطبوعہ

۷۳۔ رویت ہلال رمضان (۱۳۲۳ھ)، علم توقیت/ نجوم، اردو، غیر مطبوعہ ☆

۷۴۔ جدول ضرب، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۵۔ حاشیہ جامع الافکار، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۶۔ حاشیہ زبدۃ المنتخب، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۷۔ استخراج تقویمات کواکب، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۷۸۔ استخراج وصول قمر براس، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۷۹۔ ازکی البہانی قوۃ الکواب وضعفہا، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۸۰۔ رسالۃ العادقمر، نجوم/ فلکیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۱۔ حاشیہ حدائق النجوم، نجوم/ فلکیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۲۔ القواعد الجلیلہ فی العلم الجبریہ، علم ریاضی/ الجبرا، عربی، غیر مطبوعہ ☆

۸۳۔ رسالہ در علم مثلث الکروی القائمہ الزاویہ، علم ریاضی/ ٹرینگومیٹری، عربی، غیر مطبوعہ

۸۴۔الجفر الجامع (۱۳۳۳ھ)،علم جفر/فلکیات،عربی،غیر مطبوعہ

۸۵۔البیان شافیا لفونوغروفیا(۱۳۲۶ھ)،علم صوتیات،عربی،غیر مطبوعہ

۸۶۔الجواہر والتوقیت فی علم التوقیت،علم توقیت،عربی،غیر مطبوعہ

۸۷۔سمع الداء فیما جورث العجز عن الماء(۱۳۳۵ھ)،علم نور طبیعیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۸۸۔النور والنورق لاسفار الماَ المطلق (۱۳۳۴ھ)،علم نور طبیعیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۸۹۔الوقت والبیان لعلم الرقۃ والسیلان (۱۳۳۴ھ)،علم نور طبیعیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۰۔التھی النمیر فی الماَ المتدیر(۱۳۳۴ھ)،علم ریاضیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۱۔رجب الساحۃ فی میاہ لایستوی(۱۳۳۴ھ)،علم ریاضیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۲۔وجھاوجوفہافی الساحۃ،علم ریاضیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۳۔المطر السعید علی بنت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ)،علم ارضیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۴۔سفر السفر عن الجفر بالجفر،علم جفر/نجوم/فلکیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۵۔حسن التعمہ للبیان دار لیتمہ (۱۲۳۵ھ)،علم ارضیات،اردو،فتاویٰ جلد اوّل

۹۶۔کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس والدراہم (۱۳۲۴ھ)،علم اقتصادیات/تجارت،عربی، مطبوعہ لاہور

۹۷۔انصح الحکومہ فی فعل الخصوصہ(۱۳۲۱ھ)،معاشیات،اردو،فتاوی رضویہ جلد ہفتم

۹۸۔الکشف شافیہ حکم فونوغرافیہ(۱۳۲۸ھ)،علم صوت،اردو،فتاویٰ جلد دہم

۹۹۔المنیٰ والدّرر لمن عمد/منی آرڈر(۱۳۱۱ھ)،علم تجارت/بینکاری،اردو،فتاویٰ جلد یازدہم

۱۰۰۔افصح البیان فی حکم مزارع ہندوستان،علم زراعت،اردو،فتاوی جلد چہارم

۱۰۱۔الاحلی من اسکر یطبلۃ سکری وسر(۱۳۰۳ھ)،علم کیمیا اطلاقی،اردو،فتاوی جلد دوم

۱۰۲۔تدبیر فلاح ونجات واصلاح،علم معاشیات/اقتصادیات،اردو،مطبوعہ کراچی

۱۰۳۔اعلام الاعلام بانی ہندوستان دار الاسلام،علم بین الاقوامی امور،عربی،مطبوعہ

۱۰۴۔ دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۹۲ھ)، علم سیاسیات، اردو، مطبوعہ کراچی

۱۰۵۔ حاشیہ مقدمہ ابن خلدون، علم سیاسیات، عربی، غیر مطبوعہ

۱۰۶۔ فتویٰ رضویہ جلد ہفتم، کچہری کا نیلام / بیمہ / کوآپریٹو بنک / کمپنیوں کے حِصص / انشورنس، مطبوعہ کراچی

نوٹ: (☆ یہ تمام رسائل ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں موجود ہیں۔)

امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے منقولات کے بیش بہا خزانے کے ساتھ معقولات میں بھی ایک قیمتی سرمایہ عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں یادگار چھوڑا ہے۔ علوم عقلیہ میں جو اہم یادگار چھوڑی ہیں اس کی ایک نامکمل فہرست آپ کے سامنے ہے۔ آپ کا سب سے قیمتی، تحقیقی شاہکار قرآن مجید کا اردو زبان میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے ترجمہ ہے جو آپ نے ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء مکمل کیا یہ ترجمہ جہاں ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے تو دوسری طرف مکمل سائنٹیفک ترجمان ہے۔ دوسرا اہم ترین شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جو ۱۲ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے۔ ہر جلد ہزار جہازی سائز صفحات پر مشتمل ہے ایک ضخیم علمی تحقیقی خزانہ ہے اگرچہ یہ فقہی مسائل پر مشتمل ہے لیکن یہ منقولات کے ساتھ ساتھ معقولات کے تمام علوم وفنون کا احاطہ کرتا ہے۔ مثلاً ریاضی و جغرافیہ جیسے علوم سے مسائل شرعیہ کا استخراج (۸)، مسافت قصر کا تعین علم توقیت / جغرافیہ / ارضیات کی روشنی میں۔(۹)

اوقات صوم وصلاۃ علم ہئیت / توقیت کے قواعد کی روشنی میں (۱۰)، بینکاری، اقتصادیات معاشیات کی روشنی میں شرعی توجیہات (۱۱) علم زیجات / ریاضی / فلکیات کی مدد سے رویت ہلال کے مسائل کا حل (۱۲)۔

فتاویٰ رضویہ جلد اوّل اگرچہ کتاب طہارت پر مشتمل ہے لیکن ضمنی مسائل کے اندر علوم عقلیہ کی تشریحات میں مکمل دسترس کا ثبوت دیا ہے مثلاً پانی میں رنگ ہے یا نہیں، پانی کا رنگ سفید ہے یا سیاہ کیا سبب ہے کہ موتی شیشہ بلور پینے سے خوب سفید ہو جاتے ہیں، رنگین پیشاب کا جھاگ سفید کیوں معلوم ہوتا ہے۔ آئینہ میں دراڑ پڑ جائے تو وہاں سپیدی کیوں معلوم ہوتی ہے، آئینہ میں اپنی

صورت اور وہ چیزیں جو پیٹھ کے پیچھے ہوتی ہیں کس طرح نظر آتی ہیں، آئینہ میں داہنی جانب بائیں اور بائیں جانب داہنی کیوں نظر آتی ہے۔ برف کے سفید نظر آنے کا سبب، شعاعیں جتنے زاویے پر جاتی ہیں اتنے ہی زاویے پر پلٹتی ہیں، رنگتیں تاریکی میں موجود رہتی ہیں۔ پتھر کس طرح بنتا ہے، پتھروں کی اقسام، پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا۔ معدنیات میں چار قسمیں ناقص الترکیب ہیں، چاروں عنصروں میں ایک دوسرے سے تبدیلی کی بارہ صورتیں اجزائے ارضیہ بلا واسطہ بھی آگ ہوجاتے ہیں، کان کی ہر چیز گندھک و پارے کی اولاد ہے، گندھک نر ہے یا مادہ قطر و محیط کی نسبت دائرے کے قطر و محیط و مساحت سے جو ایک چیز معلوم ہوتی ہے وہ معلوم کرنے کا طریقۂ مصنف، مٹی کی اقسام اور ان کی درجہ بندی وغیرہ۔

اسی طرح فتاویٰ رضویہ کی تمام مجلدات میں سائنسی موضوعات پر رسائل اور تحریر ملتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم کا مطالعہ کیجیے تو اقتصادیات، معاشیات، بینکاری اور دیگر لین دین کے تمام مسائل سمیٹے ہوئے ہے اگر تحقیق کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو اسلامی نظام مالیات کی یہ نادر کتاب ہے جو ہر مسلمان معاشرہ کے لیے ضروری ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو سائنسی علوم پر بھی اتنی ہی دسترس حاصل تھی جتنی دینی علوم پر اور آپ کے سامنے دینی، سائنسی، منقولات یا معقولات کا کوئی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ پیش ہوتا تو آپ فی الفور اور فی البدیہہ اس کا جواب تحریر فرمادیتے یا زبانی بتادیتے اور خوبی یہ ہوتی کہ کتابوں کی مدد کے بغیر اس مسئلے کا حل پیش فرمادیتے۔

مثلاً دوسرے حج کے موقع پر ۱۳۲۳ھ میں علماء حرمین شریفین نے دو اہم مسئلوں کے سلسلے میں آپ سے استفسار کیا۔ ایک کا تعلق نبی کریم ﷺ کے عطائی علم الغیب سے تھا اور دوسرے کا تعلق کاغذ کے نوٹ کا مسئلہ تھا جو اقتصادیات اور معاشیات سے متعلق تھا۔ آپ نے استفتاء کے جواب میں مسئلہ علم الغیب پر عربی زبان میں صرف ۸۔۱۰ گھنٹوں میں ۳ نشست کے اندر بخار کے عالم میں بغیر کسی کتاب کتابچہ کی مدد کے ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ایک مدلل جواب بعنوان "الدولة المكية بالمادة الغيبيّة (۱۳۲۴ھ)" اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں

(متوفی ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۴۲ء) کو املا کروائی اور اسی طرح دوسری کتاب نوٹ کے مسئلہ پر عربی زبان میں چند گھنٹوں میں بغیر کتب کی مدد کے "کفیل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم" (۱۳۲۴ھ) جیسی ممتاز کتاب تصنیف فرمائی جو بلاسود بنکاری کے شرعی طریق کار پر منفرد کتاب ہے اور موجودہ بنکاری اور اقتصادی مسائل کی اہم ضرورت ہے اسی طرح مسائل جدیدہ کے موضوع پر سینکڑوں کتب ورسائل تصنیف فرمائے اور اُن کی تصنیف مین بھی کسی بھی کتاب کو کھول کر دیکھنے کی نوبت نہ آئی اس کی وجہ یہ تھی کہ جب کبھی ایک کتاب نظر سے گزر جاتی وہ اسی طرح آپ کے ذہن میں محفوظ رہتی جس طرح آج کمپیوٹر پوری کتاب کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور جس وقت بھی کوئی مسئلہ منقولات یا معقولات کا درپیش آتا آپ کا ذہن اس مسئلہ کو اسی لمحہ حل کر دیتا جس طرح بٹن دباتے ہی کمپیوٹر رزلٹ دے دیتا ہے۔ یہ آپ کی بے پناہ ذہانت وفطانت کی دلیل ہے مثلاً

سان فرانسسکو (امریکہ) کے ایک ہئیت داں (Astronomist) پروفیسر البرٹ ایف پوٹا نے ایک دفعہ یہ پیشن گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی ستاروں کے اجتماع اور ان کی مجموعی کشش کے نتیجے میں بڑے بڑے گھاؤ پڑیں گے جس سے امریکہ میں خصوصاً اور دُنیا میں عموماً زبردست تباہی مچے گی۔ یہ پیش گوئی بھارتی اخبار ایکسپریس بانکی پور پٹنہ کے ۱۲۸ کتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ (۱۴)

امام احمد رضا کے سامنے جب علامہ ظفر الدّین بہاری (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) مصنف صحیح البہاری، ۴ جلدیں) نے اس پیش گوئی پر استفسار کیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور اس امریکی ہئیت داں کی پیش گوئی کی رد میں ایک سائنٹیفک رسالہ اردو زبان میں بعنوان "معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" (۱۳۳۸ھ) مکمل کیا جو لاہور سے مجلس رضا نے طبع کروایا تھا اور اس کا انگریزی ترجمہ (مترجم مشہور صحافی نگار عرفانی) ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

اس رسالے کے علاوہ آپ نے آئن اسٹائن اور آئزک نیوٹن کے خیالات کا بھی تعاقب کرتے ہوئے ۳ مزید سائنسی رسائل تحریر فرمائے۔

۱۔ الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمہ لوھاء فلسفۃ المشئمہ (۱۳۳۸ھ)، مطبوعہ انڈیا۔

۲۔ فوز مبین در ردّ حرکت زمین (۱۳۳۸ھ) حال ہی میں بریلی سے مکمل شائع ہوا ہے۔

۳۔ نزول آیات قرآن بسکون زمین وآسمان (۱۳۳۸ھ)، مطبوعہ لاہور۔

امام احمد رضا نے یہ رسائل لکھ کر علم ہیئت کے میدان میں تہلکہ مچادیا کیوں کہ آپ نے نیوٹن، آئین اسٹائن اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کیے ہوئے ان کے بنیادی قانون کا رد فرمایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے اور سورج اور دوسرے سیارے زمین کے گرد گردش میں مصروف ہیں۔ آپ نے رد میں ۱۰۵ دلیلیں قائم کیں جن میں سے ۱۵ دلیلیں سابقہ کتابوں کی ہیں اور ۹۰ دلائل خود آپ نے تنہا قائم کیے (۱۵)۔ حرکت زمین کے رد میں ایک کتاب جرمنی سے بھی شائع ہوئی تھی بعنوان 100 Authors Against Einstion (۱۶)

نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات سے تمام دنیا واقف ہے اور ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ مولانا احمد رضا کے تعاقبات اور تنقیدات کا مطالعہ کریں اور دنیا کے سامنے پیش کریں کیوں کہ اوّل تو آپ کے ان معاصرین میں ہیں دوم آپ بات دلائل سے کرتے ہیں اور دلائل بھی عین سائنسی ہوتے ہیں آپ کی کتاب نظریہ حرکت زمین کا جب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام (نوبل انعام یافتہ) نے مطالعہ کیا تو اپنے خیال کا اظہار انھوں نے ایک مکتوب ہی میں کیا جو ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے نام لکھا تھا (۱۷)

''مجھے خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا نے اپنے دلائل میں Logical & Axiomatic پہلو مدنظر رکھا ہے''۔

آپ کے فلسفہ رد حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر ابرار حسین علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی رقمطراز ہیں۔(۱۸)

''اعلیٰ حضرت کی ضرب دراصل نیوٹن کے نظریات پر ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو سرسری نظر سے دیکھ کر رد کر دینا میرے خیال میں غیر سائنسی فعل ہے خصوصاً اس صورت میں جب نامور سائنسداں بھی اس قسم کے نظریات آج بھی رکھتے ہیں''۔

امام احمد رضا ہیئت، طبیعات، فلکیات کے ساتھ ہی ساتھ علم ریاضی، ہندسہ کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ علوم ریاضی پر بے شمار رسائل تصنیف فرمائے ہیں اور بہت سی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں اور مختلف موقعوں پر حیرت انگیز جواب بھی دیے ہیں۔ مثلاً ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء سے قبل برصغیر پاک و ہند کے ماہر ریاضی داں اور علیگڑھ یونیورسٹی کے سابق شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے علم المربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کروایا کہ کوئی ریاضی داں اس کا جواب دے چناں چہ جب آپ کے سامنے وہ سوال پیش کیا گیا تو آپ نے نہ صرف جواب شائع کروایا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوال اس جواب کے ساتھ پیش کیا جس کا جواب سر ضیاء الدین نے اخبار میں شائع کروایا تو آپ نے ڈاکٹر ضیاء الدین کے جواب کی تغلیط فرما کر ڈاکٹر صاحب کو حیرت میں ڈال دیا کہ ایک عالمِ دین دینی اور تدریسی زندگی بسر کرنے والا اتنا بڑا ریاضی داں بھی ہے۔ (۱۹)

ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو ایک دفعہ پھر ریاضی کے مسئلہ میں دشواری پیش آئی اور جس کے حل کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے لیکن پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (متوفی ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء، صدر شعبہ دینیات، علیگڑھ یونیورسٹی، تلمیذ و خلیفہ امام احمد رضا) ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو لے کر بریلی حاضر ہوئے اور جب سر ضیاء الدین نے اپنا لاینحل Probablity کا سوال آپ کے سامنے زبانی پیش کیا تو آپ نے زبانی فوراً اس کا حل پیش کر دیا۔ (۲۰)

بعد میں سر ضیاء الدین نے اپنے تاثرات میں فرمایا: "میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاینحل تھا۔ آپ نے ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کر رہے ہوں۔ اب ہندوستان میں اس کا کوئی جاننے والا نہیں" (۲۱)

اسی طرح امام احمد رضا نے علم صوتیات کے موضوع پر ایک رسالہ بعنوان "البیان شافیا لفرنوغرافیا" ۱۳۲۶ھ میں قلمبند فرمایا۔ اگر چہ اس کا موضوع فقہی ہے مگر حقیقت میں سائنسی ہے اور آوازوں کی لہروں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی علم ہیئت/طبیعیات پر کئی رسائل فتاویٰ رضویہ کی زینت ہیں۔ علم ہیئت کے ساتھ ساتھ علوم نجوم/ توقیت/ تکسیر پر کمال حدِّ ایجاد کے درجہ پر تھا۔

چناں چہ ظفر الدین بہاری حیات اعلیٰ حضرت میں ص ۵۹ پر رقمطراز ہیں۔ ''ہیئت ونجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال حدِ ایجاد کے درجہ پر تھا یعنی اگر انہیں فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔''

امام احمد رضا نے علوم عقلیہ کے حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے اس کی ندرت یہ ہے کہ پہلے حمد وثناء بیان فرماتے ہیں پھر قرآن مجید کے حوالے دیتے ہیں اس کے بعد اقوالِ رسول کریم ﷺ نقل فرماتے ہیں۔ پھر اقوال سلف صالحین سے دلائل مضبوط کرتے ہیں، ان تمام دلائل کو یکجا کرنے کے ساتھ ساتھ ترتیب نو کرتے ہیں اور آخر میں اپنے قول پیش فرماتے ہیں گویا ہر سائنسی رسالہ بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ قرآن مجید واحادیث پر آپ کی بڑی گہری اور وسیع نظر تھی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن اور سائنس کو کبھی علیحدہ نہ کیا اور ہر سائنسی موضوع پر لکھ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں تمام تعلیم موجود ہے۔ اسی وجہ سے امام احمد رضا کا انداز فکر منطقی ہوتے ہوئے بھی مذہبی تھا وہ کسی علم وفن کو مذہب سے علیحدہ تصور نہ کرتے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ جب پروفیسر حاکم علی خان (۲۲) (متوفی ۱۹۴۴ء) جو اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے استاد تھے اور اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھے انہوں نے امام احمد رضا سے نظریۂ حرکت زمین کے متعلق استفسار کرتے ہوئے ایک مکتوب میں آپ کو لکھا۔ (۲۳)

''غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شاء اللہ سائنس کو اور سائنسدانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے''۔

امام احمد رضا نے اس کا جو جواب قلمبند کیا وہ مسلمان سائنسدانوں کے لیے قابل توجہ ہے آپ نے لکھا (۲۴) ''محبّ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات ودور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلے اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جا بجا سائنس

کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنسداں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں''۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ) فرزند مفتی محمد مظہر اللہ مجددی نقشبندی دہلوی (المتوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) امام احمد رضا کے فکری انداز کے سلسلے میں اپنی تالیف ''حیات امام احمد رضا خاں'' میں صفحہ نمبر ۱۱۳ پر رقمطراز ہیں۔

''مولانا بریلوی نے جس انداز فکر کی نشاندہی کی ہے اگر اس کا اپنا لیا جائے تو آج ہمارے پڑھے لکھے نوجوان جدید افکار و خیالات سے اتنے مرغوب اور اسلامی فکر و خیال سے اتنے بیگانہ نظر نہ آتے بلکہ راقم کا تو یہ خیال ہے کہ خود سائنس داں قرآن سے روشنی حاصل کرتے تو جہاں وہ آج پہنچے ہیں صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے''۔

امام احمد رضا قرآن پاک کے گرویدہ تھے اور آپ نے تمام علوم وفنون قرآن ہی سے سیکھے اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ جب قرآن پاک کی ان آیات کا ترجمہ فرماتے جو قطعی طور پر علوم عقلیہ کی وضاحت کرتے ہیں یا اس طرف اشارہ ہوتا، تو اردو زبان کے تمام تراجم میں واحد آپ کا ترجمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو اللہ نے وہ علم لدنّی عطا فرمایا ہے کہ اس کے صدقے میں آپ ہر آیت میں اس علم وفن کے متعلق جان لیتے اور پھر لفظوں کا چناؤ اسی علم کی اصطلاحات کے مطابق فرماتے۔ یہ خوبی اردو زبان کے کسی بھی قرآنی ترجمہ میں نظر نہیں آتی اگرچہ تمام مترجمین یقیناً علوم دینیہ سے باخبر ہوں گے لیکن علوم عقلیہ کا کوئی واقف کار نظر نہیں آتا مگر امام احمد رضا تمام سائنسدانوں کی توقعات پر پورا اُترتے ہیں اور آپ کا ترجمہ پڑھ کر جہاں ایک دینی عالم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا وہیں علوم عقلیہ کا ماہر بھی امام احمد رضا سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا اور وہ یہ جان کر خوش ہوتا ہے کہ سائنسی قانون جو آج پیش کیے جارہے ہیں ہمارا قرآن ۱۴ سو سال قبل پیش کر چکا ہے۔

مثلاً اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل کر فضاؤں کو چیرتا ہوا چاند پر قدم رکھنے کے قابل ہوگیا۔ اب اس حقیقت کے لیے دو باتیں قرآن سے مطلوب ہیں پہلی یہ کہ کیا انسان زمین کے کناروں/حدود سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور نکلنے والا کافر ہو یا

مسلّم دوسری بات یہ کہ آیا انسان چاند یا دوسرے سیاروں پر پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ ان دونوں سوالوں کا جواب قرآن پاک کے حوالے سے سوائے امام احمد رضا کے ترجمے کے اور کسی مترجم کے ہاں نہیں ملتا۔ قرآن پاک نے ان دونوں سوالوں کی حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۔ (سورۂ رحمٰن، آیت ۳۳)

اے جن وانس کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان وزمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔ (ترجمہ: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا)

امام احمد رضا نے قرآن پاک سے یہ ثابت کیا کہ زمین کے کناروں سے نکلنا آسان تو نہیں مگر اگر نکل جاؤ گے تو سلطنت اسی کی رہے گی یعنی وہ اس زمین کا بھی خدا ہے اور تم جس جگہ بھی چلے جاؤ وہاں بھی اسی کی خدائی ہے۔ آپ نے لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ کا ترجمہ فرمایا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے اور یہ عین سائنٹیفک ترجمہ ہے کیوں کہ اس میں کوششوں کے بعد زمین کے کناروں سے نکلنے کا اشارہ موجود ہے کہ انسان ترقی کر کے اس دور میں داخل ہوگا کہ جب وہ زمین کے کناروں سے نکل سکے گا اور آج ہزاروں لاکھوں آدمی فضائی سفر کرتے ہیں زمین سے تیس ہزار سے ۴۰ ہزار فٹ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں اور انسان نے جہاز کے بعد راکٹ بنائے جو لاکھوں میل دُور کی سیر کر سکتے ہیں اسی میں ایک راکٹ اپالو نام کا چاند پر بھی پہنچ گیا اور اب انسان کا سفر چاند سے بھی دُور مریخ کی طرف ہے جو زمین کے کنارے سے کروڑوں میل دور ہے۔ تو زمین کے کناروں سے نکلنا ناممکن ہوتا تو کسی طرح کوئی بھی انسان ہزار کوشش کے باوجود نہیں نکل سکتا اور اگر یہ قرآنی قانون ہوتا کہ تم زمین کے کناروں سے نہ نکل سکو گے تو مرضی خداوندی کے خلاف انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا مگر قرآن بتا رہا ہے کہ آؤ مجھ سے پوچھو میں ہر شے کی تفصیل بتاؤں گا۔ امام احمد رضا نے اس نکتے کو جب قرآن سے پوچھا تو قرآن نے جواب دیا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے جب کہ دیگر مترجمین کے ترجموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل ہی نہیں سکتا۔

لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ

۱۔ نہ پیٹھ جاؤ گے مگر ساتھ غلبہ کے۔ (شاہ رفیع الدین)

۲۔ مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے ہی نہیں) (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ اور نہ زور کے سوا تم نکل سکتے ہی نہیں۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو۔ (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

۵۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔ (مرزا بشیر الدین)

۶۔ تم بغیر قوت اور غلبہ کے نکل ہی نہیں سکتے۔ (مولوی فرمان علی)

۷۔ نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ (مولوی مودودی)

اسی طرح دوسرے سوال کا جواب کہ آیا اِنسان زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر قدم رکھ سکتا ہے یا نہیں اس جواب کی گنجائش بھی صرف امام احمد رضا کو نظر آئی اگر چہ ان کے زمانے میں انسان نے چاند پر قدم نہیں رکھا تھا مگر انسان کی ترقی کی دوڑ کو انھوں نے دیکھ لیا تھا اور قرآن کو انہوں نے بغور سمجھا لہذا مندرجہ ذیل آیت سے استباط کیا۔

وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ٥ لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ٥ فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ. (سورۂ انشقاق، ۲۰-۱۸)

ترجمہ: اور چاند کی قسم جب کامل ہو جائے۔ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔ تو کیا ہوا انھیں ایمان نہیں لاتے۔

یہاں آپ کے لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ کا ترجمہ منزل بہ منزل چڑھنا فرما کر یہ بتا دیا کہ انسان جب فضاؤں کو چیرتا ہوا باہر نکلے گا تو ضرور اس کی کوئی دوسری منزل ہوگی اور سورت کی ۱۸ ویں آیت یہ بھی اشارہ کر رہی ہے کہ وہ منزل چاند ہوگی اور ممکن ہے کہ منزل بہ منزل انسان چڑھتا ہی چلا جائے اور ۲۰ ویں آیت یہ بھی اشارہ کر رہی ہے کہ یہ انسان جو چاند یا کسی اور سیارہ پر قدم رکھے گا وہ مسلمان نہیں کافر ہوگا اور دنیا گواہ ہے کہ چاند پر پہلا قدم رکھنے والے (۲۵) دونوں امریکی خلاباز نیل آرم سٹرانگ اور ایڈن ایلڈرن کافر تھے۔ اب اگر قرآن یہ بات بتانے سے قاصر رہے کہ آیا انسان کسی دوسرے سیارے پر قدم رکھے گا یا نہیں اور انسان قدم رکھ لے تو اتنی بڑی ترقی اگر قرآن

نہ بتا سکے تو پھر قرآن کا یہ وعدہ درست نہیں رہتا کہ ہر خشک اور تر کا ذکر قرآن میں موجود ہے یا ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے خاص کر آج کل کے دور میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم پر دسترس بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا نے ایسے ہی لفظوں کا چناؤ کر کے جہاں مذہبی اور دینی قانون کی پابندی کی ہے تو دوسری طرف دیگر علوم وفنون کی معلومات کی بھی بڑے نپے تلے لفظوں میں ترجمانی کی ہے اب اسی آیت کا ترجمہ جو دیگر مترجمین کرتے ہیں اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آیت انسان کی اس ترقی کی طرف اشارہ بھی کرتی ہے۔

لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَق (سورۂ انشقاق، آیت ۱۹)

۱۔ البتہ سوار ہو گے تم ایک حالت پر ایک حالت سے۔ (شاہ رفیع الدین دہلوی)

۲۔ کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسر حالت کو پہنچنا ہے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ کہ تم درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ) پر چڑھو گے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ کہ تم لوگ اسی طرح درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کرو گے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

۵۔ تم ضرور درجہ بدرجہ ان حالتوں کو پہنچو گے۔ (مرزا بشیر الدین)

۶۔ کہ تم لوگ ضرور ایک سختی کے بعد دوسری سختی میں پھنسو گے۔ (مولوی فرمان علی)

۷۔ تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔

(مولوی مودودی)

ان تراجم کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا جیسا متبحر عالم اور کوئی نہیں۔ بات آپ نے بھی وہی کہی بس الفاظ کے چناؤ نے اس کو نکھار دیا اور اس سے سائنسی پہلو بھی اخذ ہو گیا اسی طرح آپ کی وسعت نظری کا اندازہ علم ارضیات کے حوالے سے قرآن پاک کی سورہ النزعت کی ۳۰ ویں آیت سے کیجیے۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰھَا (سورہ نازعات، آیت ۳۰)

اور اس کے بعد زمین پھیلائی

تمام اردو مترجمین نے لفظ دَحٰھَا کے معنی پھیلنے کے بجائے جماؤ کیے ہیں جب کہ لفظ پھیلنا

اور جمانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہ بہ تہہ ایک کے اوپر ایک جم رہی ہو اور پھیلنا کا مفہوم یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا حجم بڑھ رہا ہے۔ علوم ارضیات زمین کے متعلق یہ معلومات فراہم کرتی ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے (۲۶) وہ اس طرح کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں میں یعنی بحر ہند، اوقیانوس، وغیرہ میں بیچ و بیچ سمندر میں نیچے پانی کی تہوں میں سمندری خندقیں (Oceanic Trenches) پائی جاتی ہیں۔ یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی ہیں اور ان خندقوں سے برابر گرم گرم پگھلا ہوا لاوا نکل رہا ہے اور اوپر آنے کے بعد یہ دونوں جانب جم جاتا ہے جب نیا لاوا نکلتا ہے تو پہلے سے جمع شدہ تہہ دائیں بائیں جانب سرکتی ہے اس کے سرکنے سے براعظم پورا سرکتا ہے اور سمندر پیچھے چلا جاتا ہے زمین بلند ہو جاتی ہے یہ عمل اگر چہ بہت آہستہ ہوتا ہے لیکن برابر جاری رہتا ہے (۲۷)۔ زمین چوں کہ برابر اٹھ رہی ہے اپنے پھیلاؤ کی وجہ سے اور اس کے پھیلاؤ کی رفتار مختلف براعظموں میں مختلف ہے کوئی براعظم ۳ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے کوئی چار سینٹی میٹر ہمارا براعظم ایشیا کا برصغیر پاک و ہند کا حصہ ۱۳ اعشاریہ ۵ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے اور بحیرہ عرب برابر پیچھے ہٹ رہا ہے۔ یہی قدرتی عمل زمین کو برابر پھیلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے اس پھیلاؤ کا ذکر سورہ نٰزعٰت کی ۳۰ ویں آیت میں کیا اور امام احمد رضا نے قدرت کے اس عمل کو سمندر کی ۶۔ ۷ کلومیٹر کی گہرائی میں دیکھ لیا اور ترجمہ کیا، اس کے بعد زمین پھیلائی۔ زمین کے پھیلنے کے اس عمل کو صرف امام احمد رضا جیسا سائنسداں ہی دیکھ سکتا ہے۔ اور پھر اس پورے عمل کو یا اس کی تفسیر کو آپ نے لفظوں کے چناؤ کے بعد ایک لفظ میں سمیٹ دیا۔ جب کہ اردو زبان کے تمام مترجمین جن کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ ہے اور ان میں سے راقم کو اکثر تراجم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کوئی بھی مترجم آیات کا ترجمہ اس کے علم کے مطابق نہ کر سکا جس علم کے متعلق وہ آیت اشارہ کر رہی ہے۔ دنیائے مترجمین قرآن میں امام احمد رضا واحد مترجم ہیں جنھوں نے ترجمہ قرآن میں علوم و فنون کے تمام زاویوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ایک مثال اور پیش کرتا ہوں کہ امام احمد رضا جامع الکتاب (قرآن) کے جامع العلوم عالم اور نکتہ داں تھے۔

راقم چوں کہ علم ارضیات میں ایم ایس سی ہے اور گذشتہ ۱۲ سال سے جامع کراچی میں شعبۂ ارضیات میں علوم ارضیات پڑھا رہا ہے چناں چہ میری نظر جب ترجمۂ قرآن پر پڑتی ہے تو میں ان آیات میں وہ قانون تلاش کرتا ہوں جو زمین کی پیدائش اور اس کے ارتقا سے تعلق رکھتے ہیں تو سوائے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کے اور کسی ترجمہ میں مجھے اس علم کے متعلق خصوصاً اور دیگر علوم سے متعلق عموماً ایسے اشارات نہیں ملتے جو قرآنی آیات کی حکمت پر روشنی ڈالے مثلاً علم ارضیات میں یہ قانون عام ہے کہ زمین جب پیدا کی گئی تو یہ آگ کا گولہ تھی اس کے بعد یہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوئی۔ ٹھنڈی ہونے کے دوران یہ برابر ہچکولے کھاتی رہی یعنی اس میں تھرتھراہٹ تھی اور زمین کو قرار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے اوپر پہاڑ بننا شروع ہوئے اور زمین اگرچہ اوپر سے ٹھنڈی ہوگئی مگر اس کے اندر گرم لاوا مائع کی شکل میں موجود رہا۔ پہاڑ جو سمندر کے اندر اور سمندر کے باہر بھی موجود ہیں اسی گرم لاوا کے اوپر لنگر انداز ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سمندری جہاز سمندر میں لنگر انداز ہوتا ہے اور جہاز کو جنبش سے روکے رہتے ہیں اسی طرح قدرت نے پہاڑوں کے لنگر ڈال کر زمین کی تھرتھراہٹ اور اس کی جنبش کو روکے رکھا ہے اور زمین ہم کو ساکن محسوس ہوتی ہے اور جب کہیں اس قدرتی لنگر میں فرق آتا ہے اور اس کا توازن بگڑتا ہے تو ان مقامات پر زلزلے آجاتے ہیں اور آتش فشاں اُبلنے لگتا ہے کیوں کہ ان پہاڑوں کے نیچے ہر جگہ آتش فشاں یا لاوا موجود ہے کہیں اس کی گہرائی چند ہزار فٹ ہے اور کہیں ہزاروں فٹ ہے مگر سخت زمین کے نیچے لاوا ہی لاوا ہے۔ زلزلے کی جو کیفیت ہم کو چند ساعت کے لیے نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے، زمین کی پیدائش کے وقت پوری زمین اسی طرح ہلتی تھی تو اللہ نے پہاڑ بنا کر اس سے لنگر اندازی کرائی اور آج زمین میں سکوت ہے اس سارے علم کو علم ارضیات میں (۲۸) Isostatic Theory کہتے ہیں۔

قرآن نے بھی زمین کی پیدائش کے متعلق کئی انداز میں تذکرہ کیا ہے لیکن متعدد مترجم قرآن کی آیات کا لفظی ولغوی ترجمہ تو بے شک کرتے ہیں لیکن ان آیات کے پیچھے جو علم کا سمندر ہے اس کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مترجم ظاہری الفاظوں کی عکاسی کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں ان ہی ظاہری الفاظوں کے اندر لفظوں کا چناؤ کر کے اس علم کی بھی عکاسی کر جاتے ہیں جس علم کے لیے وہ آیت نشاندہی کر رہی ہے۔ مثلاً سورۂ انبیاء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ ص (سورۂ انبیاء، آیت ۳۱)

۱۔ اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انھیں لے کر نہ کانپے۔ (امام احمد رضا)

ساتھ میں ملاحظہ کیجئے دیگر اردو تراجم:

۲۔ اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے۔

(مولوی محمود الحسن دیوبندی)

۳۔ اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے۔ (شاہ عبدالقادر دہلوی)

۴۔ اور ہم نے زمین پر بھاری پہاڑ اس لیے رکھ دیے تا کہ وہ لوگوں کو لے کر ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے۔

(ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

۵۔ اور ہم نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ بنا دیے کہ ایک طرف ان کے ساتھ جھک نہ پڑے۔

(ابوالکلام آزاد)

۶۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ دیے تا کہ وہ مخلوق کو ہلا نہ سکے۔ (محمد میمن جوناگڑھی)

۷۔ اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیے کہ کہیں ان کو لے کر جھک نہ جائے۔

(مقبول احمد دہلوی)

۸۔ اور بنا دیے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ کہ کہیں جھک نہ پڑے ان کے لے کر۔

(مولوی فیروز الدین)

ان تمام مندرجہ بالا مترجمین کے ترجموں سے یہ بات قطعی واضع نہیں ہوئی کہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں اور زمین کا سکوت کس طرح قائم ہے۔ کسی کا ترجمہ Isostatic Theory سے مطابقت نہیں کرتا اس پورے عمل کا ان تراجم سے اشارہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ صرف امام احمد رضا کی قوت فکری ہے کہ انھوں نے دو لفظوں کے استعمال سے قرآن کے دعویٰ کو بھی ثابت رکھا اور جو قدرتی عمل ہوا ہے اس کو بھی پیش کر دیا کہ پہاڑ ضرور جمائے گئے ہیں لیکن کس طرح؟ اور یہ کھلی حقیقت ہے علم ارضیات سے تعلق رکھنے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں۔ آیت کے دوسرے حصہ کے دیگر مترجمین کے ترجموں سے جو بات حاصل ہوئی ہے وہ یہ کہ زمین لوگوں کے

بوجھ سے چونکہ ادھر اُدھر جھک جاتی ہے اس لیے پہاڑوں کو جمادیا۔ جب کہ زمین انسان کی پیدائش سے پہلے قرار پاچکی تھی یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام بحیثیت بشر وانسان کے دنیا میں تشریف لائے تو اس سے پہلے یہ زمین قطعی سکوت میں تھی اور اگر انسانوں کے بوجھ سے زمین ہلتی جلتی تو آج اِس کو ضرور ہلتے رہنا چاہیے۔

صرف پاکستان کی مثال لیں کہ لاکھوں مربع میل کے اس علاقے میں صرف کراچی کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے جو چند مربع میل میں پھیلی ہوئی ہے جب کہ بلوچستان جو ہزاروں مربع میل میں پھیلا ہوا ہے اس کی آبادی چند لاکھ ہے تو پھر کراچی کو لوگوں کے بوجھ سے دب جانا چاہیے جب کہ ایسا نہیں ہورہا ہے کیوں کہ انسانوں کا بوجھ ہوتا ہی کیا ہے کہ جو زمین کے توازن کو تبدیل کرسکے۔ دوسری یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس کائنات میں جو سب سے آخری مخلوق پیدا کی گئی وہ انسان ہے اور انسان ان تمام مخلوقات سے افضل واعلیٰ ہے اس لیے اشرف المخلوق کو اس وقت پیدا کیا جب سب کچھ اس کی خاطر پیدا کرلیا گیا لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ انسان کے بوجھ سے زمین اِدھر اُدھر جھک سکتی ہے بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ پہاڑوں کو لنگر اس لیے ڈالے ہیں کہ زمین اس کے اِدھر اُدھر جھک سکتی تھی اور ایسی حالت میں انسان کس طرح زندگی گزار سکتا تھا۔ ہم کو تو اس وقت بھیجا جب یہ زمین ہمارے لیے بچھونا بن گئی۔ ان امثال کے بعد یہ بات قطعی واضح ہوگئی کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن تمام اردو تراجم سے زیادہ قرآنی مفہوم کے قریب تر ہے اور سائنٹیفک توجیہات کے مطابق ہے۔ یہاں موقع نہیں ورنہ دیگر علوم وفنون سے متعلق بھی آیات کا موازنہ پیش کیا جاتا۔

ان تمام شواہد اور دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام احمد رضا مسلمان سائنسدانوں میں ان چند ہستیوں میں شامل ہیں جن کو دینی اور سائنسی دونوں علوم کا مجدد تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کا جہاں وہ مذہبی علوم کے مجدد ہیں وہاں وہ فلسفہ، اخلاق، نفسیات جیسے علوم وفنون کے بھی مجدد ہیں (۲۹)۔ اسی طرح امام رازی، البیرونی، ابن سینا، ابن خلدون وغیرہ لیکن ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں امام احمد رضا کا مقام منفرد اور ممتاز ہے۔ اگرچہ پچھلے ہزاروں مسلمان

سائنسداں علوم عقلیہ کے امام تسلیم کیے گئے ہیں۔ اور اکثر مجتہدانہ رائے بھی رکھتے ہیں لیکن سوائے امام غزالی علیہ الرحمہ کے ان سب میں امام علوم نقلیہ کوئی بھی نہیں اگر چہ ہر کوئی قرآن اور حدیث سے استفادہ ضرور کرتا تھا کیوں کہ یہ ہی ان کا ماخذ تھا لیکن اس جیسی دسترس حاصل نہ تھی۔

امام احمد رضا دنیائے اسلام کے واحد سائنسداں ہیں کہ علوم نقلیہ میں تو ان کو مجدد دین و ملت تسلیم کیا گیا ہے (۳۰) مگر علوم عقلیہ کے بھی آپ اکثر فنون میں مجدد نظر آتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۰۰ سے زیادہ مختلف علوم وفنون پر آپ کے تحقیقی رسائل یادگار ہیں۔ راقم اس دعویٰ میں غلط نہیں کہ آپ مجدد دین وملّت اور مجدد علوم جدیدہ ہیں۔ کاش کہ ان کی تمام تصنیفات عام فہم زبان میں (جن میں اکثر عربی اور فارسی میں ہیں) دنیا کے سامنے ان کی زبانوں میں پیش کی جاتیں تو میرا دعویٰ ہے کہ ان کی ہر تحقیقی تصنیف نوبل انعام کی مستحق قرار پائے اس دعویٰ کی تائید سر ضیاء الدین کے قول سے ہوتی ہے۔

''اپنے ملک میں معقولات کا جب اتنا بڑا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا وقت ضائع کیا''۔ (ماہنامہ تجلیات خطبہ صدارت یوم رضا ۱۳۷۹ھ ناگپور)

مفتی برہان الحق جبلپوری (المتوفی ۱۹۸۲ء) تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا اور بانی پاکستان محمد علی جناح کے خاص رفیق کار اپنے مشاہدات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کا امام احمد رضا سے متعلق خود سنا ہوا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ (۳۱)

''اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی، مذہبی، اسلامی علوم کے ساتھ ہی ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر ومقابلہ، توقیت، ہئیت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت حاصل ہے کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو ہفتوں غور وفکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی حضرت نے چند منٹ میں (بغیر کتابوں کی مدد کے) حل کر کے رکھ دیا۔ صحیح معنوں میں یہ ہستی "NOBEL PRIZE" کی مستحق ہے''۔

امام احمد رضا کی علمی کاوشوں پر جب حکیم محمد سعید جیسے دانشور کی نظر پڑی تو موجودہ دور کے علم طب کے ماہر نے اپنے ایک پیغام میں یہ تاثر لکھا۔ (۳۲)

''گزشتہ نصف صدی میں طبقہ علماء میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں کا مقام بہت ممتاز ہے ان کی علمی دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، تفقہ اور دینی علوم میں فاضل بریلوی کی مہارت کے ساتھ سائنس اور طب کے علوم میں بھی ان کی بصیرت علماء سلف کے اس ذہن وفکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی و دنیوی علوم کی تفریق نہ تھی، ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علماء اور دانش گاہوں کے متعلمین دونوں کو دعوتِ فکر و مطالعہ دیتا ہے، ان کی تصانیف ہمارے لیے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے تحقیقی مطالعہ سے علوم و فنون کے بہت سے گوشے سامنے آسکتے ہیں''۔

امام احمد رضا جو مغربی دنیا میں بھی اب متعارف ہو چکے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے علمی ورثے کو بھی جلد از جلد متعارف کرایا جائے مجھے یقین ہے کہ مغربی دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ جب ان کو تمام علوم وفنون کے اندر نئے اور حقیقت پر مبنی خیالات ملیں گے نئے مشاہدات اور زاویوں سے متعارف ہوں گے اور بعید نہیں کہ تاریخ میں بحیثیت مسلمان سائنسداں امام احمد رضا دیگر مسلمان سائنسدانوں کی طرح اپنی وسعت علمی کے باعث منفرد مقام کے مستحق اور مجدد علوم جدیدہ قرار پائیں۔ مغربی دنیا میں کئی ریسرچ اسکالر امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر تحقیق فرما رہے ہیں انھیں میں ایک مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان بھی ہیں جو لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں ایک سن رسید پروفیسر ایمرٹس ہیں اور پچھلے دس سال سے امام احمد رضا کی مطبوعات بالخصوص فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آپ اپنے ایک خط میں بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد امام احمد رضا کے متعلق ان الفاظ میں اظہار خیال فرماتے ہیں۔ (۳۴)

''حقیقت میں وہ ایک عظیم محقق اور فاضل تھے میں نے ان کے فتاویٰ پڑھے تو میں ان کے وسعت مطالعہ سے بے حد متاثر ہوا۔۔۔ آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا کو مغرب میں جانا پہچانا چاہیے اور ان کی پذیرائی ہونی چاہیے'' (ترجمہ انگریزی مکتوب ۲۱، نومبر ۱۹۸۶ء لیڈن)

''ایک اور خط میں رقمطراز ہیں: (۳۴)

''امام رضا کی تصانیف کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ ان کے کثرت و دلائل وشواہد سے متاثر ہوتا جاتا ہوں۔ وہ اپنے موضوعات پر کامل عبور رکھتے ہیں''۔

(ترجمہ انگریزی مکتوب ۱۹ جنوری ۱۹۸۷ء لیڈن)

پروفیسر ڈاکٹر بلیان اپنے ایک تاثر میں (جو T-V انسائیکلو پیڈیا پروگرام نمبر ۳۸ مورخہ ۲۲ جولائی اور ۱۲ اگست ۱۹۸۹ء میں پیش کیا گیا۔) بیان کیا:

''نہایت حیرت ہے کہ اب تک مغربی مستشرق دانشوروں نے برصغیر کے اس عظیم امام کو اپنی تحقیق وتصنیف میں افسوسناک حد تک نظر انداز کیا ہے۔''

آخر میں حکیم محمد سعید صاحب چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ کے خیالات پر اس مقالے کو ختم کروں گا۔

''فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کسی لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں ان سے ان کی دقتِ نظر اور طبعی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق، طبیب بھی معلوم ہوتے ہین ان کے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین وطب (سائنس) کے باہمی تعلق کی بھی خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔ (۳۵)

☆☆☆☆☆

مقالات مجیدی (حصّہ اوّل و دوم)
و دیگر اسلامی کتب رعایتی نرخوں پر حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔
مکتبہ علیمیہ، کراچی

حاشیے

(۱)۔ قرآنی آیات کا ترجمہ ''کنز الایمان'' سے لیا گیا ہے۔

(۲)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تقریر بعنوان ''اسلام اور عصرِ حاضر کا چیلنج''، منعقدہ تاج محل ہوٹل، مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۷ء، زیر اہتمام فاران کلب کراچی۔

(۳)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج العرفان فی لفظ القرآن، جلد ۱، مقدمہ ص ۹۔

(۴)۔ محمد فخر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل (۱۹۳۸ء)، مطبوعہ کراچی۔

(۵)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۹۸۱ء)، مطبوعہ کراچی۔

(۶)۔ امام احمد رضا خاں، الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ (۱۳۲۳ھ)، مطبوعہ

(۷)۔ مفتی محمد اعجاز ولی، ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶۔

(۸)۔ امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۔

(۹)۔ امام احمد رضا خاں، جد الممتار علیٰ رد المحتار، ج اوّل۔

(۱۰)۔ امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ ، ج ۲۔

(۱۱)۔ امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ ، ج ۷۔

(۱۲)۔ امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ ، ج ۴۔

(۱۳)۔ امام احمد رضا، الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۴ھ)۔

(۱۴)۔ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی۔

(۱۵)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۱، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی

(۱۶)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۶، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی (

۱۷)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۸، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی

(۱۸)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۹، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی

(۱۹)۔ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۶، مطبوعہ کراچی۔

(۲۰)۔ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۳، مطبوعہ کراچی۔

(۲۱)۔ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۵، مطبوعہ کراچی ۔

(۲۲)۔اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علمائے اہلسنت، مطبوعہ لاہور۔

(۲۳)۔ پروفیسر محمد مسعود احمد، حیات امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ کراچی

(۲۴)۔ پروفیسر محمد مسعود احمد، حیات امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ کراچی

(۲۵)۔اخبار جنگ، مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء

(۲۶)۔ Sawkins, F.S etal 1978 The Evolving Earth 2nd ED Page 153

(۲۷)۔ Sawkins, F.S etal 1978 The Evolving Earth 2nd ED Page 153

(۲۸)۔ Arthur Holmes 1978, Principles of physical Geology 2nd ED Page 22-31

(۲۹)۔ابراہیم عمادی ندوی، مسلمان سائنسداں اور ان کی خدمات، مطبوعہ کراچی ۔

(۳۰)۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص ۶۴، مطبوعہ کراچی ۔

(۳۱)۔محمد برہان الحق جبل پوری، اکرام امام احمد رضا، ص ۶۰، مطبوعہ لاہور

(۳۲)۔حکیم محمد سعید، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

(۳۳)۔معارف رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۶۸، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

(۳۴)۔معارف رضا شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۸۶، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

(۳۵)۔معارف رضا شمارہ نہم، ۱۹۸۷ء، ص ، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

﴿طلباء کے لیے خوش خبری﴾

ایم اے، ایم ایڈ، ایم فل، پی ایچ ڈی اور درسِ نظامی کے مقالات کی کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کا بہترین انتظام ہے۔

دکان نمبر ۹، رضیہ اسکوائر، گوالی لین نمبر ۲، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون : 0333-2153112

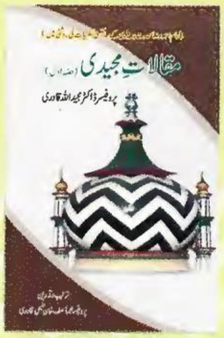

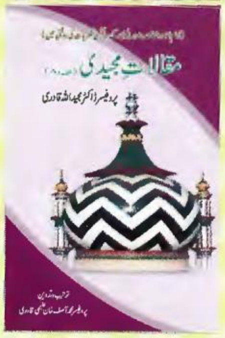

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ مجیدیہ

مکان نمبر 50-C/1، بلاک A-1، گلستانِ جوہر یونیورسٹی روڈ نزد شادی قلعہ، کراچی۔

رابطہ نمبر 0322-2175095, 0314-2135471

/majeedullahquadri92

(امام احمد رضا محدث بریلوی کے سائنسی نظریات کی روشنی میں)

مقالاتِ مجیدی (حصہ اوّل)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ترتیب وتدوین

پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری